رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۳

THE ALHAKAM

QADIAN

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

بیا در بزم مستان تا ببینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

قیمت سالانہ [illegible]

والیان ریاست و امراء سے [illegible] معاونین سے [illegible] عام سے [illegible]

مدینۃ المسیح قادیان دار الامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸- تاریخ کو خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی ٭ دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

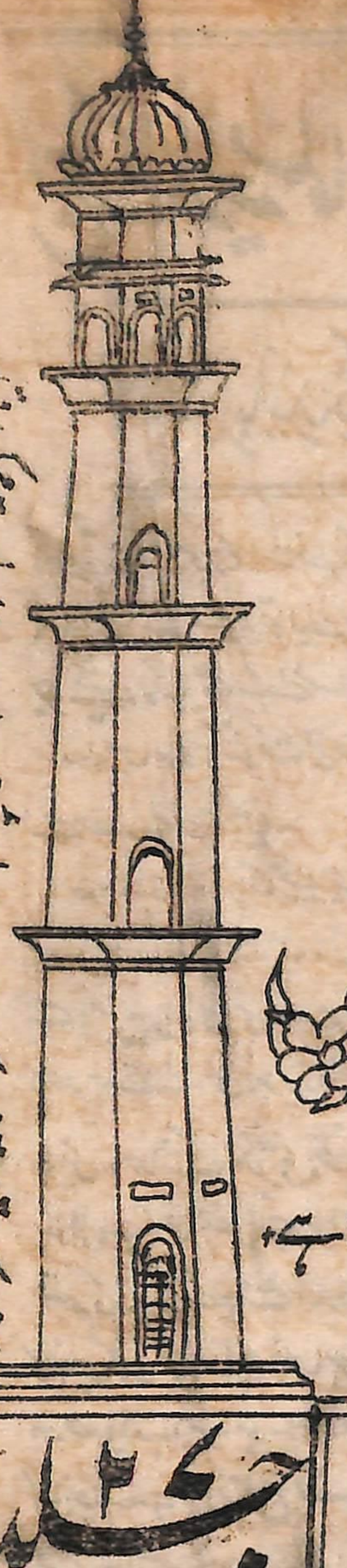

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد

جلد ۲۷	مورخہ ۲۸ اپریل و ۷ مئی ۱۹۲۵ء	نمبر ۱۶ و ۱۷

خیر مقدم و مبارکباد

اے آمدنت باعث آبادی ما ॥ ذکر تو بود زمزمہ شادی ما

۳ مئی ۱۹۲۵ء کی صبح ہمارے لئے پیغام مسرت و انبساط لائی جبکہ معلوم ہوا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حرم ثالث بھاگلپور سے تشریف لا رہی ہیں۔ جہاں حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کے ماتحت ان کو لینے کے لئے گئے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح بنفس نفیس سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کو ہمراہ لے کر بٹالہ تشریف لے گئے اور جنابہ سارہ بیگم صاحبہ کو ریسیو کیا۔ وہاں سے یہ معزز قافلہ ۶ بجے شام کے قریب دار الامان پہنچا۔ آپ کے خدام نے قصبہ سے دو سو گز باہر اپنے آقا کا استقبال کیا۔ خدام کی دو رویہ صفوں میں سیدہ سارہ بیگم صاحبہ کی گاڑی گذری اور حضور نے گاڑی سے اتر کر خدام سے مصافحہ کیا۔ ہر طرف سے مبارکباد کی آوازیں آتی تھیں۔ قصبہ کے دروازہ پر حضور نے مجمع سمیت دعا فرمائی اور پھر حضور قصبہ میں داخل ہوئے اور مسجد مبارک تک سب خدام ساتھ تھے۔ حضور کے الدار میں داخل ہونے پر احباب منتشر ہوئے۔ میں الحکم کے ناظرین کی طرف سے صدق دل سے حضرت کے حضور مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس تقریب کو سلسلہ کے لئے بہت ہی بابرکت کرے اور جن پاک اغراض اور مقاصد کو مدنظر رکھ کر حضور نے اس نئی ذمہ داری کا بار عظیم اٹھایا ہے وہ پورے ہوں۔ اور خواتین سلسلہ کو ان علوم نافع کا فیض پہنچے جنکی جنابہ سارہ بیگم صاحبہ کی ذات سے توقع ہو۔ آمین۔ آخر میں پھر میں اس مبارک تقریب پر مبارکباد دیتا ہوں۔ ۶ مئی ۱۹۲۵ء کو وسیع پیمانہ پر دعوت ولیمہ ہوئی جس کے لئے دعوتی رقعہ جات مخدومی ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کی طرف سے جاری ہوئے تھے۔ اور اس دعوت کا انتظام حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے مکان میں کیا گیا تھا۔

خواجہ پریس بٹالہ میں باہتمام احمد وجودی پرنٹر چھپا اور شیخ ابراہیم علی پبلشر نے تراب منزل قادیان سے شائع کیا

حج کے ذریعہ مسلمانونکو خطرہ میں نہ ڈالو

لَا تُلْقُوا بِاَيْدِيكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ

اسوقت جبکہ حجاز کا راستہ خطرناک ہو رہا ہے اور جبکہ مکہ معظمہ میں قحط کی وجہ سے مختلف قسم کی تکالیف پیش آرہی ہیں ہندوستان کے بعض **جوشیلے** لوگ **حج** کیلئے مسلمانوں کو دعوت دے رہے ہیں اور اس سلسلہ میں مولانا شوکت علی صاحب اور ان کے رفقاء کار سرگرمی سے حصہ لے رہے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں مسلمانوں کو اس امر کی ہدایت کی ہے کہ وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالیں اور حج کے متعلق خصوصیت سے **امنِ راہ** لازمی امر ہے لیکن باوجود ان تمام حالات و مشکلات کا علم ہونے کے اس امر پر زور دیا جا رہا ہے کہ **مسلمان حج کیلئے** جائیں۔ جہانتک **مذہبی عقیدت** اور دیار محبوب کے سفر کا سوال ہے کون شخص ہے جو اس نعمت عظمیٰ کے حاصل کرنیکے لئے ہر ایک قسم کی قربانی کے واسطے آمادہ نہ ہو مگر سوال محض ارادت و عقیدت کا نہیں کوئی عمل صالح نہیں ہو سکتا جب تک اسکی بنیاد **اخلاص** اور **صواب** پر نہ ہو۔ اسلام ہمارے اندر اطاعت کی روح پیدا کرنی چاہتا ہے نہ **اتباع نفس** کا جذبہ جسقدر احکام قرآن مجید کے ہیں ان میں ان دونو باتوں کو ساتھ رکھا گیا ہے جیسے وہ شخص جو حج کی استطاعت نہیں رکھتا قرض لے کر یا گداگری کر کے حج کو جاکر ثواب حاصل نہیں کر سکتا اسی طرح وہ شخص جو صاف دیکھتا ہے کہ راستہ پُر امن نہیں ہے اور خطرہ ظاہر ہے اگر حج ارادہ کرتا ہے تو وہ کسی ثواب کا نہیں بلکہ مواخذہ الٰہی کا مستحق ہو جاتا ہے۔ پس ایسی حالت میں جبکہ **حجاز** میں امن نہیں ہے اور **شریف علی** اور **ابن سعود** برسرپیکار ہیں اور مکہ معظمہ میں اجناس خوردنی کی کمی اور سخت گرانی ہے **حاجیوں** کو بھیجنے کے لئے یہ معنے نہیں کہ ہم اپنے **ہاتھ سے** اپنے **بھائیوں کو مبتلائے مصیبت** کریں۔

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے ان جوشیلے سیاسی لیڈروں نے مختلف اوقات میں مسلمانوں کی حسیات سے فائدہ اٹھا کر انہیں **مبتلائے آلام** کیا ہے اور ابھی تک وہ اس تجربہ کو چھوڑتے نہیں۔ میں انکی **نیت** پر حملہ کرنا نہیں چاہتا اور نہ کسی کو حق ہے بلکہ میں **علی برادرز** کے متعلق یہ حسن ظن رکھتا ہوں کہ وہ **سنجیدگی** سے کرتے ہیں جو کچھ کرتے ہیں قطع نظر اسکے کہ انکی تحریکات کا نتیجہ مسلمانوں کے حق میں کیا ہوتا ہے **ہجرت** کی تحریک ہمارے سامنے ہے کس جوش اور اخلاص سے اس تحریک کو شروع کیا گیا تھا ہمنے اسوقت بھی اس غلط راستہ کو اختیار کرنے سے منع کیا تھا مگر اُسے نہ سنا گیا آخر مسلمانوں کے کروڑوں روپیہ پر پانی پھر گیا اور ہزاروں مسلمان جو مذہبی **تحریک** سے متاثر ہو کر گھروں سے نکلے تھے پریشان اور بے خانمان ہوئے اور اب **ہجرت** کی داستان کو بیان کرتے ہوئے روتے اور محرکین کو گالیاں دیتے ہیں اسی طرح **عدم تعاون** کا فتویٰ دیتے وقت نہ تو علمائے کرام نے خیال کیا اور نہ اس فتوے کے محرکین نے کچھ سوچا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ

مسلمان اس سے تباہ ہوئے

بہت سے لوگ جو ملازم تھے بیکار ہو گئے۔ بہت سے طالب علموں کی محنت ضائع ہوئی اور بہت سے کامیاب وکلا اور بیرسٹروں کو مالی نقصان ہوا۔ اور بالآخر اس منزل سے تھک کر یہ لوگ واپس ہوئے اور ایکے بعد دیگرے کام شروع کر دئے اور ان **علماء** کی جان کو رو کر اس کو پس پشت ڈالا۔ اسی طرح ایک زمانہ بدیشی کپڑوں کے جلانے کا آیا اور بہت سے لوگوں کے عمدہ ملبوس بازاروں میں جلوا دئے۔ غرض اس قسم کی تحریکوں نے ایک **عارضی بیداری** تو پیدا کر دی مگر یہ ایسی ہی تحریک تھی **جیسے کسی محرک ادویہ** کا استعمال ہو لے اور اسکا نتیجہ بعد میں ہو وہ ظاہر ہے کہ اب ہر مناسب اور جائز تحریک بھی فیل ہو جاتی ہے۔ اسلئے کہ عوام کو ایک بدظنی اور بدگمانی پیدا ہو چکی ہے اور سب سے بڑا نقصان جو اس قسم کی جوشیلی تحریکوں سے پہنچا وہ **مذہبی احکام** کے متعلق بیدلی کے جذبات کا پیدا ہونا اور احترام کا کم ہو جانا ہے۔

اور یہ ایسا نقصان ہے جسکی تلافی آسانی سے نہیں ہو سکتی۔

اسی قسم کی تحریکوں میں سے امسال **حج** کی تحریک ہے گزشتہ سال لوگوں کو **حج** سے بند کیا جاتا تھا اور بڑے جوش اور سرگرمی سے یہ کام کیا جاتا تھا کہ

مسلمان حج کے لئے نہ جائیں

لیکن وہ گئے اور اس سال یہ کوشش ہو رہی ہے کہ باوجودیکہ راستہ بند ہے لیکن ضرور جائیں۔ اس قسم کا مشورہ موجودہ حالات میں

مسلمانوں کو ہلاکت میں ڈالنا ہے

دوسرے ممالک کے مسلمانوں نے اس سال حج کو عام طور پر روک دیا ہے لیکن یہاں یہ جوش پایا جاتا ہے اور یہ جوش بھی تھوڑے دلوں سے پیدا ہوا ہے۔ یہ سچ ہے کہ **ارض حرم** کے باشندوں کی ضروریات۔ اور آمدنی کا بہت بڑا تعلق حج سے ہے اور اسمیں بھی شبہ نہیں کہ اگر حج کو کلیۃً روک دیا جائے تو وہ لوگ جو پہلے ہی مختلف قسم مصائب اور مشکلات میں مبتلا ہیں انکو مزید خطرات میں ڈالدینا ہے لیکن اس مصیبت اور مشکل کا حل دوسری طرح بھی ہو سکتا ہے اور اس اُتارنے کے لئے ہندوستان سے بھیجدینا جہاں نہ کافی پانی میسر ہو سکتا ہے اور نہ سامان خورونوش کا انتظام ہے اور نہ سمندر سے کنارہ تک حاجیوں کو پہنچانے کا انتظام ہے اور نہ آگے سواری کا بندوبست ہے۔ اور نہ وہاں قیام کرنیکے لئے کوئی جگہ ہے ایسی صورت میں یہ مشورہ دینا کہ **حج کے لئے ضرور آؤ** کس عقلمندی پر مبنی ہے اگر حج کے لئے مسلمانوں کو بھیجنا ہی ضروری تھا تو ان محرکین کو چاہیے تھا کہ کم از کم **ابن سعود** اور **شریف علی** کو اس امر پر آمادہ کیا جاتا کہ وہ حج کے ایام کے لئے اپنی فوجوں کو میدان جنگ سے ہٹالیں **ابن سعود** جدہ کا محاصرہ چھوڑ کر پیچھے ہٹ جاویں اور **شریف علی** حاجیوں کی آسائش اور آرام کے لئے جدہ سے مکہ تک جو بہترین انتظام کر سکتے ہیں اسمیں فرق نہ کریں اور جب حج ختم ہو جاوے اور حاجی اپنے گھروں میں پہنچ جاویں اگر وہ **مصالحت** نہ کر سکیں تو لڑ کر دل کی بھڑاس نکالیں اسوقت مسلمانوں کی حالت پر رحم کریں اور ان کے خون سے اپنے ہاتھ نہ رنگیں۔ مگر اسطرف کوئی توجہ نہیں کرتا اور

مولانا **شوکت علی** صاحب زور دے رہے ہیں کہ **حج** کو ضرور جا
میں بڑے زور سے مسلم جرائد اور مسلم لیڈران اور فتوے دینے والے علماء کو
دلاتا ہوں کہ وہ اپنی **ذمہ واری** کا احساس کریں اور مسلمانوں کے ا
اور انکی جانوں کو خطرہ میں نہ ڈلوائیں جن بندرگاہوں سے حاج
ے جانے کا دعویٰ کیا جاتا ہے وہ خطرہ سے خالی نہیں ہیں اور
انہیں بہت سی تکالیف کا اندیشہ ہے اسلئے اولاً تو حج کے
اس سال جانے کی قطعاً ممانعت کر دی جاوے اور ارض حرم کے
کی امداد کے لئے اشیاء خوردنی کے دو تین جہاز بھیجدئے جاویں۔
بغیر حج کے چارہ نہیں تو وہ لوگ نجد والوں سے فیصلہ کیا جاو
راستہ کے امن کی یکساں ذمہ واری لی جاوے اور جدّہ
بندرگاہ کی حفاظت کا معقول انتظام کر لیا جاوے اور مکہ معظ
درمیان راستہ کی حفاظت اور حاجیوں کی آمدورفت کے لئے کافی
کے بہم پہنچانے کا انتظام کیا جاوے۔ ہندوستان کا اسلامی
جو سیر و تفریح اور تبدیل آب و ہوا کے لئے جدّہ گیا تھا اگر وہ
کم حج کی آسایش اور سہولت کے لئے کوئی انتظام کرا آتا تو یہ
خدمت اسلام اور اہل اسلام کی ہوتی مگر وہ تو حکو
فیصلہ ہی کی فکر میں رہا۔ اور اس طرح بے نیل و مرام
معقول رقم خرچ کر کے واپس آگیا۔

میں ایک بار پھر اخلاص سے عرض کرتا ہوں کہ اس موقع کی نز
غور کیا جائے اور ایسی راہ پیدا کی جائے جو مسلمانوں کے ام
انکی جانوں کی حفاظت کا موجب ہو سکے محض **حج** کے نام سے
جوش پیدا کر کے انہیں خطرہ میں نہیں ڈالنا چاہیئے۔

ہندی گورنمنٹ نے اپنی تحقیقات کی بنا پر جو مشورہ
کو دیا تھا وہ سراسر نیک نیتی پر مبنی تھا مگر اسے بھی بدظنی
کیا گیا۔ اسلئے گورنمنٹ کسی قسم کی مداخلت نہیں کرنا چا
اسے کرنی بھی نہیں چاہیئے مگر خود مسلمانوں کو سوچنا چاہ
کس راہ پر جا رہے ہیں۔

ترکستان کو یا کعبہ کو

بیشک اسوقت مسلمانوں کو یہ مشورہ دینا کہ حج کے لئے چلو ایک خوشنما
نعرہ نظر آتا ہے اور اسمیں بھی شبہ نہیں اگر مسلمان حج کو نہ جائیں تو ساکن
(جنکی ضروریات زندگی کا مدار بظاہر اسباب اسی موسم حج پر ہے)
ایک بہت بڑا خطرہ درپیش ہے مگر اسکی تلافی اور انسداد امدادی
اور اجناس کی روانگی سے ہو سکتی ہے اور اسطرح تھوڑے خرچ
کی جان و مال کی حفاظت ہو سکتی ہے اس بات کو حج کے لئے لابیو
بھی تسلیم کر لیا ہے کہ ان بندرگاہوں پر اترنیکے لئے تکالیف ہیں
کہتے ہیں کہ بآسانی انتظام ہو سکتا ہے۔ تکالیف کا وجود تو مسل
دور ہو سکتے ہیں یا نہیں یہ بعد کی بات ہے۔ میں یہ مانتا ہوں
مانگا روپیہ دیکر بآسانی میسر آسکتی ہے لیکن مسلمانوں کی مالی ح
حالت کو مدنظر رکھنا بھی تو ضروری ہے اسلئے قبل اسکے کہ
دی جائے اور مسلمانوں کو خطرہ میں ڈالا جائے اس امر کی پوری اط
کافی ضمانت ہونی چاہیئے محض مکہ معظمہ کے علماء کے خطوط کی اشاعت
سعود کا پیغام کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

غرض جہانتک ظاہر حالات سے پتہ لگتا ہے راستہ صاف نہیں اور نہ
کے ذرائع کا کافی انتظام ہے ایسی حالت میں حج کے لئے جانا اپنے آپکو
ڈالنا ہے اور اس سے خدا تعالیٰ نے منع کیا ہے۔ چاہو تو عمل کر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۳

THE ALHAKAM

QADIAN

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

قیمت سالانہ
والیان ریاست و امراء سے ﷲ، معاونین سے ﷲ، عوام سے صہ

مدینۃ المسیح قادیان دارالامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸- تاریخ کو خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

جلد ۲۷	مورخہ ۲۸ اپریل و ۷ مئی سنہ ۱۹۲۵ء	نمبر ۱۶ و ۱۷

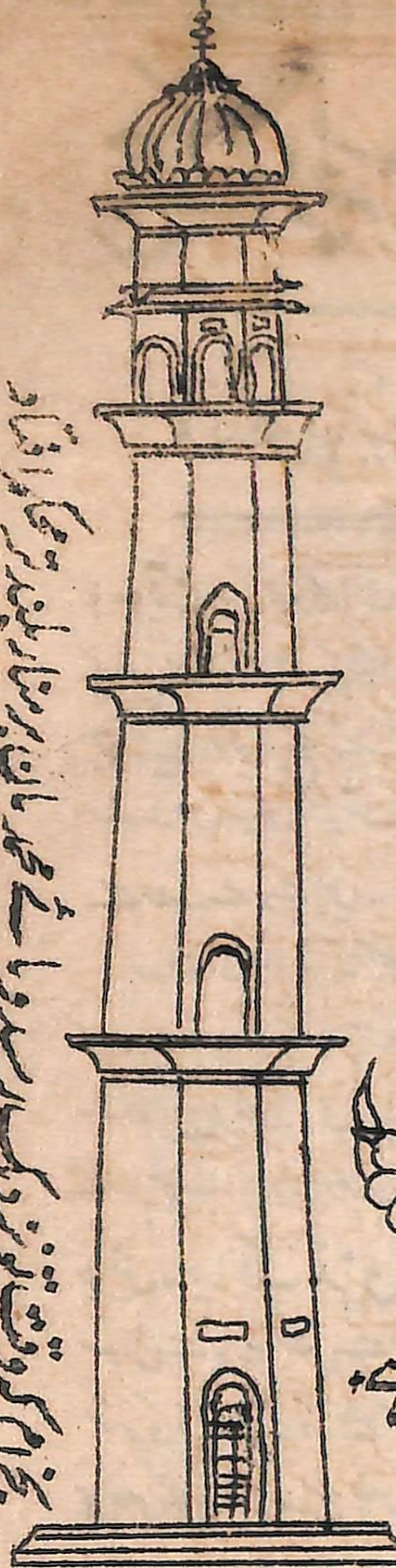

[illegible]

خیر مقدم و مبارکباد

اے آمدنت باعث آبادیٔ ما
ذکر تو بود زمزمۂ شادیٔ ما

۳ مئی ۱۹۲۵ء کی صبح ہمارے لئے پیغام مسرت و انبساط لائی جبکہ معلوم ہوا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حرم ثالث بھاگلپور سے تشریف لا رہی ہیں جہاں حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کے ماتحت اُن کو لینے کے لئے گئے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح بنفس نفیس سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کو ہمراہ لے کر بٹالہ تشریف لے گئے اور جنابہ سارہ بیگم صاحبہ کو ریسیو کیا۔ وہاں سے یہ معزز قافلہ ۶ بجے شام کے قریب دارالامان پہنچا آپ کے خدام نے قصبے سے دو سو گز باہر اپنے آقا کا استقبال کیا۔ خدام کی دو رویہ صفوں میں سیدہ سارہ بیگم صاحبہ کی گاڑی گذری اور حضور نے گاڑی سے اتر کر خدام سے مصافحہ کیا۔ ہر طرف سے مبارکباد کی آوازیں آتی تھیں۔ قصبے کے دروازہ پر حضور نے مجمع سمیت دعا فرمائی اور پھر حضور قصبہ میں داخل ہوئے اور مسجد مبارک تک سب خدام ساتھ تھے۔ حضور کے الدار میں داخل ہونے پر احباب منتشر ہوئے۔ میں الحکم کے ناظرین کی طرف سے صدق دل سے حضرت کے حضور مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس تقریب کو سلسلہ کے لئے بہت ہی بابرکت کرے اور جن پاک اغراض اور مقاصد کو مدّ نظر رکھ کر حضور نے اس نئی ذمہ داری کا بار عظیم اٹھایا ہے وہ پورے ہوں۔ اور خواتین سلسلہ کو ان علوم نافع کا فیض پہنچے جنکی جنابہ سارہ بیگم صاحبہ کی ذات سے توقع ہے آمین۔ آخر میں پھر میں اس مبارک تقریب پر مبارکباد دیتا ہوں۔ ۶ مئی ۱۹۲۵ء کو وسیع پیمانہ پر دعوت ولیمہ ہوئی جس کے لئے دعوتی رقعہ جات مخدومی ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کی طرف سے جاری ہوئے تھے۔ اور اس دعوت کا انتظام حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے مکان میں کیا گیا تھا۔

خواجہ پریس بٹالہ میں باہتمام احمد وجودی پرنٹر چھپا اور شیخ ابراہیم علی پبلشر نے تراب منزل قادیان سے شائع کیا

حج کے ذریعہ مسلمانوں کو خطرہ میں ڈالو

لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ

اسوقت جبکہ حجاز کا راستہ خطرناک ہو رہا ہے اور جبکہ مکہ معظمہ میں قحط کی وجہ سے مختلف قسم کی تکالیف پیش آ رہی ہیں ہندوستان کے بعض **جوشیلے لوگ حج** کیلئے مسلمانوں کو دعوت دے رہے ہیں اور اس سلسلہ میں مولانا شوکت علی صاحب اور ان کے رفقائے کار سرگرمی سے حصہ لے رہے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں مسلمانوں کو اس امر کی ہدایت کی ہے کہ وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالیں اور حج کے متعلق خصوصیت سے امن راہ لازمی امر ہے لیکن باوجود ان تمام حالات و مشکلات کا علم ہونے کے اس امر پر زور دیا جا رہا ہے کہ **مسلمان حج کیلئے** جائیں۔ جہانتک **مذہبی عقیدت** اور دیار محبوب کے سفر کا سوال ہے کون شخص ہے جو اس نعمت عظمیٰ کے حاصل کرنیکے لئے ہر ایک قسم کی قربانی کے واسطے آمادہ نہ ہو مگر سوال محض ارادت و عقیدت کا نہیں کوئی عمل صالح نہیں ہو سکتا جب تک اسکی بنیاد اخلاص اور صواب پر نہ ہو۔ اسلام ہمارے اندر اطاعت کی روح پیدا کرنی چاہتا ہے نہ **اتباع نفس** کا جذبہ جسقدر احکام قرآن مجید کے ہیں ان میں ان دونوں باتوں کو ساتھ رکھا گیا ہے جیسے وہ شخص جو حج کی استطاعت نہیں رکھتا قرض لے کر یا گداگری کر کے حج کو جائے ثواب حاصل نہیں کر سکتا اسی طرح وہ شخص جو صاف دیکھتا ہے کہ راستہ پُر امن نہیں ہے اور خطرہ ظاہر ہے اگر حج ارادہ کرتا ہے تو وہ کسی ثواب کا نہیں بلکہ مواخذہ الٰہی کا مستحق ہو جاتا ہے۔ پس ایسی حالت میں جبکہ حجاز میں امن نہیں ہے اور شریف علی اور ابن سعود برسرپیکار ہیں اور مکہ معظمہ میں اجناس خوردنی کی کمی اور سخت گرانی ہے حاجیوں کو بھیجنے کے لئے یہ معنے نہیں کہ ہم اپنے ہاتھ سے **اچھا بھلا ہونکو مبتلائے مصیبت کریں۔**

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے ان جوشیلے سیاسی لیڈروں نے مختلف اوقات میں مسلمانوں کی حسیات سے فائدہ اٹھا کر انہیں **مبتلائے آلام** کیا ہے اور ابھی تک وہ اس تجربہ کو چھوڑتے نہیں ہیں انکی **نیت** پر حملہ کرنا نہیں چاہتا اور نہ کسی کو حق ہے بلکہ میں **علی برادرز** کے متعلق یہ حسن ظن رکھتا ہوں کہ وہ **سنجیدگی** سے کرتے ہیں جو کچھ کرتے ہیں قطع نظر اسکے کہ انکی تحریکات کا نتیجہ مسلمانوں کے حق میں کیا ہوتا ہے **ہجرت** کی تحریک ہمارے سامنے ہے کس جوش اور اخلاص سے اس تحریک کو شروع کیا گیا تھا ہمنے اسوقت بھی اس غلط راستہ کو اختیار کرنے سے منع کیا تھا مگر اُسے نہ سنا گیا آخر مسلمانوں کے کروڑوں روپیہ پر پانی پھر گیا اور ہزاروں مسلمان جو مذہبی **تحریک** سے متاثر ہو کر گھروں سے نکلے تھے پریشان اور بے خانماں ہوئے اور اب **ہجرت** کی داستان کو بیان کرتے ہوئے روتے اور محرکین کو گالیاں دیتے ہیں اسی طرح **عدم تعاون** کا فتویٰ دیتے وقت نہ تو علمائے کرام نے خیال کیا اور نہ اس فتوے کے محرکین نے کچھ سوچا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ

مسلمان اس سے تباہ ہوئے

بہت سے لوگ جو ملازم تھے بیکار ہو گئے۔ بہت سے طالب علموں کی محنت ضائع ہوئی اور بہت سے کامیاب وکلا اور بیرسٹروں کو مالی نقصان ہوا۔ اور بالآخر اس منزل سے تھک کر یہ لوگ واپس ہوئے اور یکے بعد دیگرے کام شروع کر دیئے اور ان **علماء** کی جان کو رو کر اس کو پس پشت ڈالا۔ اسی طرح ایک زمانہ بدیشی کپڑوں کے جلانے کا آیا اور بہت سے لوگوں کے عمدہ ملبوس بازاروں میں جلوا دیئے۔ غرض اس قسم کی تحریکوں نے ایک عارضی بیداری تو پیدا کر دی مگر یہ ایسی ہی تحریک تھی جیسے کسی محرک ادویہ کا استعمال ہوتا ہے اور اسکا نتیجہ بعد میں ہوا وہ ظاہر ہے کہ اب ہر مناسب اور جائز تحریک بھی فیل ہو جاتی ہے۔ اسلئے کہ عوام کو ایک بدظنی اور بدگمانی پیدا ہو چکی ہے اور سب سے بڑا نقصان جو اس قسم کی جوشیلی تحریکوں سے پہنچا وہ **مذہبی احکام** کے متعلق بیدلی کے جذبات کا پیدا ہونا اور احترام کا کم ہو جانا ہے۔

اور یہ ایسا نقصان ہے جسکی تلافی آسانی سے نہیں ہو سکتی۔

اسی قسم کی تحریکوں میں سے امسال **حج** کی تحریک ہے گزشتہ سال لوگوں کو **حج** سے بند کیا جاتا تھا اور بڑے جوش اور سرگرمی سے یہ کام کیا جاتا تھا کہ

مسلمان حج کے لئے نہ جائیں

لیکن وہ گئے اور اس سال یہ کوشش ہو رہی ہے کہ باوجودیکہ راستہ بند ہے لیکن ضرور جائیں۔ اس قسم کا مشورہ موجودہ حالات میں

مسلمانوں کو ہلاکت میں ڈالنا ہے

دوسرے ممالک کے مسلمانوں نے اس سال حج کو عام طور پر روک دیا ہے لیکن یہاں یہ جوش پایا جاتا ہے اور یہ جوش بھی تھوڑے دنوں سے پیدا ہوا ہے۔ یہ سچ ہے کہ **ارض حرم** کے باشندوں کی ضروریات۔ اور آمدنی کا بہت بڑا تعلق حج سے ہے اور اسمیں بھی شبہ نہیں کہ اگر حج کو کلیتہً روک دیا جائے تو وہ لوگ جو پہلے ہی مختلف قسم مصائب اور مشکلات میں مبتلا ہیں انکو مزید خطرات میں ڈال دینا ہے لیکن اس مصیبت اور مشکل کا حل دوسری طرح بھی ہو سکتا ہے اور حج اُتارنے کے لئے ہندوستان سے بھیجدینا جہاں نہ کافی پانی میسر آ سکتا ہے اور نہ سامان خورونوش کا انتظام ہے اور نہ سمندر سے کنارہ تک حاجیوں کو پہنچانے کا انتظام ہے اور نہ آگے سواری کا بندوبست ہے۔ اور نہ وہاں قیام کرنیکے لئے کوئی جگہ ہے ایسی صورت میں یہ مشورہ دینا کہ **حج کے لئے ضرور آؤ** کس عقلمندی پر مبنی ہے اگر حج کے لئے مسلمانوں کو بھیجنا ہی ضروری تھا تو ان محرکین کو چاہیئے تھا کہ کم از کم **ابن سعود** اور شریف **علی** کو اس امر پر آمادہ کیا جاتا کہ وہ حج کے ایام کے لئے اپنی فوجوں کو میدان جنگ سے ہٹا لیں **ابن سعود** جدہ کا محاصرہ چھوڑ کر پیچھے ہٹ جاویں اور **شریف علی** حاجیوں کی آسائش اور آرام کے لئے جدہ سے مکہ تک جو بہترین انتظام کر سکتے ہیں اسمیں فرق نہ کریں اور جب حج ختم ہو جاوے اور حاجی اپنے گھروں میں پہنچ جاویں اگر وہ **مصالحت** نہ کر سکیں تو لڑ کر دل کی بھڑاس نکال لیں اسوقت مسلمانوں کی حالت پر رحم کریں اور ان کے خون سے اپنے ہاتھ نہ رنگیں۔ مگر اسطرف کوئی توجہ نہیں کرتا اور مولانا **شوکت علی** صاحب زور دے رہے ہیں کہ **حج کو ضرور جاؤ** میں بڑے زور سے مسلم جرائد اور مسلم لیڈران اور فتوے دینے والے علماء کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنی **ذمہ واری** کا احساس کریں اور مسلمانوں کے اموال اور انکی جانوں کو خطرہ میں نہ ڈلوائیں جن بندرگاہوں سے حاجیوں کو لے جانے کا دعویٰ کیا جاتا ہے وہ خطرہ سے خالی نہیں ہیں اور وہاں انہیں بہت سی تکالیف کا اندیشہ ہے اسلئے اولاً تو حج کے لئے اس سال جانے کی قطعاً ممانعت کر دی جاوے اور ارض حرم کے باشندوں کی امداد کے لئے اشیاء خوردنی کے دو تین جہاز بھیجدیئے جاویں اور اگر بغیر **حج** کے چارہ نہیں تو دونوں لڑنے والوں سے فیصلہ کیا جاوے اور راستہ کے **امن** کی یکساں ذمہ واری لی جاوے اور جدہ کے بندرگاہ کی حفاظت کا معقول انتظام کر لیا جاوے اور مکہ معظمہ کے درمیان راستہ کی حفاظت اور حاجیوں کی آمدرفت کے لئے کافی سواری کے بہم پہنچانے کا انتظام کیا جاوے۔ ہندوستان کا **اسلامی وفد** جو سیر و تفریح اور تبدیل آب و ہوا کے لئے **جدہ** گیا تھا اگر وہ کم از کم **حج** کی آسایش اور سہولت کے لئے کوئی انتظام کر آتا تو یہ بھی بڑی **خدمت اسلام** اور اہل اسلام کی ہوتی مگر وہ تو حکومت کے فیصلہ ہی کی فکر میں رہا۔ اور اس طرح **بے نیل و مرام** ایک معقول رقم خرچ کر کے واپس آگیا +

میں ایک بار پھر اخلاص سے عرض کرتا ہوں کہ اس موقع کی نزاکت پر غور کیا جائے اور ایسی راہ پیدا کی جائے جو مسلمانوں کے اموال اور انکی جانوں کی حفاظت کا موجب ہو سکے محض **حج** کے نام سے ایک جوش پیدا کر کے انہیں خطرہ میں نہیں ڈالنا چاہیئے۔

ہندی گورنمنٹ نے اپنی تحقیقات کی بنا پر جو مشورہ مسلمانوں کو دیا تھا وہ سراسر نیک نیتی پر مبنی تھا مگر اسے بھی بدظنی پر محمول کیا گیا۔ اسلئے گورنمنٹ کسی قسم کی مداخلت نہیں کرنا چاہتی اور اسے کرنی بھی نہیں چاہیئے مگر خود مسلمانوں کو سوچنا چاہیئے کہ وہ کس راہ پر جا رہے ہیں۔

ترکستان کو یا کعبہ کو

بیشک اسوقت مسلمانوں کو یہ مشورہ دینا کہ حج کے لئے چلو ایک خوشنما اور پسندیدہ فعل نظر آتا ہے اور اسمیں بھی شبہ نہیں اگر مسلمان حج کو نہ جائیں تو ساکنین حرم جنکی ضروریات زندگی کا مدار بظاہر اسباب اسی موسم حج پر رہتا ہے کے لئے ایک بہت بڑا خطرہ درپیش ہے مگر اسکی تلافی اور انسداد امدادی رقوم اور اجناس کی روانگی سے ہو سکتی ہے اور اسطرح پر تھوڑے خرچ سے مسلمانوں کی جان و مال کی حفاظت ہو سکتی ہے اسبات کو حج کے لئے لیجانیوالوں نے بھی تسلیم کر لیا ہے کہ ان بندرگاہوں پر اُترنیکے لئے تکالیف ہیں مگر وہ کہتے ہیں کہ بآسانی انتظام ہو سکتا ہے۔ تکالیف کا وجود تو مسلّم ہے وہ دور ہو سکتے ہیں یا نہیں یہ بعد کی بات ہے + میں یہ مانتا ہوں کہ منہ مانگا روپیہ دیکر ہر آسانی میسر آ سکتی ہے لیکن مسلمانوں کی مالی اور اقتصادی حالت کو مدنظر رکھنا بھی تو ضروری ہے اسلئے قبل اسکے کہ یہ دعوت دی جائے اور مسلمانوں کو خطرہ میں ڈالا جائے اس امر کا پورا انتظام اور کافی ضمانت ہونی چاہیئے محض مکہ معظمہ کے علماء کے خطوط کی اشاعت یا ابن سعود کا پیغام کوئی حقیقت نہیں رکھتا +

غرض جہانتک ظاہر حالات سے پتہ لگتا ہے راستہ صاف نہیں اور نہ آمدورفت کے ذرائع کا کافی انتظام ہے ایسی حالت میں حج کے لئے جانا اپنے آپکو خطرہ میں ڈالنا ہے اور اس سے خدا تعالیٰ نے منع کیا ہے۔ چاہو تو عمل کرو۔

داستان ہجرۃ کا آخری ورق

ہندوستان سے افغانستان ہجرت کی تحریک جس دھوم دھام سے شروع کی گئی تھی اور جس ناکامی اور نامرادی کے ساتھ ختم ہوئی اسکی داستان ابھی زبان زد عام وخاص ہے۔ مہاجرین اپنا گھر بار بیچکر جس شوق سے گئے تھے اور پھر جس حسرت ویاس کیساتھ واپس ہوئے اسکی یاد اب تک خون کے آنسو رلا رہی ہے۔

ان مہاجرین میں ایک میاں غلام محمد عزیز امرتسری تھے جو اسوقت بڑی سرگرمی سے کام کرتے تھے اور قافلۃ الہجرۃ کے مقامی سرگروہ تھے۔ اب جبکہ ہجرۃ کی صبح مسرت شام غم سے تبدیل ہو چکی ہے آپ نے بھی معاودت وطن کا ارادہ کرکے برٹش سفارت کابل کے ذریعہ حکومت ہند سے واپسی کی اجازت چاہی ہے۔ حکومت ہند غالباً اپنی فراخ دلی سے اس صبح کے بھولے ہوئے کو شام گھر آنے کی اجازت دینے میں مضائقہ نہ کریگی مگر تعجب اس امر پر ہے کہ وہ جس حکومت سے عدم تعاون کرنے کے فتاوے کی تعمیل میں ہجرت کرکے گئے تھے کیا اب اس فتوے کو منسوخ اور مفتیوں کو فضول سمجھ لیا ہے؟ اگر وہ زبان سے اقرار نہ کریں تو حرج نہیں خود انکا عمل بتا رہا ہے کہ

وہ ان ملانوں سے بیزار ہیں

بہرحال داستان ہجرۃ کا یہ آخری ورق ہندوستان کے محرکین ہجرۃ کے لئے بہت کچھ عبرت کا سبق لے کر آئیگا +

یوغوسلافیا کے مہاجرین

ترکی اور یوغوسلافیا کی نمائندوں میں ایک معاہدہ ہوا ہے جس کی رو سے یوغوسلافیا سے مسلمانوں کو ہجرۃ کی اجازت دی جائیگی اور حکومت یوغوسلافیا ضروری سہولتیں بھی انہیں بہم پہنچائیگی اور انہیں اختیار ہوگا کہ یوغوسلافیہ میں جو مال وجائداد ہے وہ فروخت کر دیں + اور ترکی چلے آئیں سب پینتالیس ہزار مسلمان ہجرت کرنے والے ہیں انمیں سے صرف پانچ ہزار پہلے سال ترکی میں قبول کئے جائیں گے +

ہجرۃ اور تبادلہ رعایا کے متعلق ترکی میں جب پہلے تحریک ہوئی ہے تو اسوقت بھی ہم نے اسے خوفناک ظاہر کیا تھا یہ اسلام اور مسلمانوں کو ان ممالک سے اپنے ہاتھ سے خارج کرنیکے مترادف ہے۔ یوغوسلافیہ کے مسلمان باہمت اور غیور مسلمان ہیں اور ان میں دینداری کا چرچا ہے دینی علوم سے مذاق بھی ہے گزشتہ سال سفر یورپ کے اثناء میں وہاں کے بعض مسلمانوں سے ملنے کا ہمیں موقعہ ملا۔ اور وہ اشاعت اسلام کے کام میں ہر طرح مدد دینے کے لئے آمادہ تھے مگر اب انکی اعانت جائز کے بجائے ترکی نے جو قدم انکو وہاں سے نکالنے کے متعلق اٹھایا ہے یہ نہایت غلط اور افسوسناک ہے۔ اس طرح وہاں کے مسلمانوں کو نہیں بلکہ اسلام کو ہم وہاں سے نکال رہے ہیں اور وہاں اشاعت اسلام کے دروازہ کو بند کر رہے ہیں وہاں کی مساجد جنہیں خدائے قدوس کا نام بلند کیا جاتا تھا اب گرجوں کی شکل اختیار کر لیں گی اور اس کے محرک ہم آپ ہوں گے۔ ہندوستان کے مسلمان اور انکی خلافت کمیٹیاں علماء اور انکی مجالس اگر کچھ اثر رکھتی ہیں تو انہیں چاہئے کہ اس لغو تحریک کی نہ صرف مخالفت کریں بلکہ انکو رکوانے کی ہر ممکن کوشش کریں **اقتصادی** طور پر بھی مسلمانوں کو اس سے نقصان پہنچے گا کہ وہ اپنی املاک کو سستے داموں بیچنے پر مجبور ہو جائیں گے اور ترکی میں جاکر نئے مکانات بنانے یا خریدنے میں بھی نقصان ہوگا اور اسی طرح تبادلہ کی وجہ سے بھی بعض نقص پیدا ہونگے غرض یہ تحریک ہر پہلو سے اسلام اور مسلمانوں کے لئے نقصان رساں ہے۔

خدا کے لئے مسلمانوں پر رحم کرو

سیام میں جو مسلمانوں کو بجبر بدھ بنانیکی خبر کی ایک انجمن علماء کے سکرٹری نے شائع کرا کے شکم پری کی تجویز نکالی تھی معتبر ذرائع سے اسکی تردید ہو گئی انجمن تبلیغ الاسلام انبالہ نے انہیں ایام میں تحقیقات کے لئے ایک **وفد** بھیجنے کی خواہش کی تھی اور مسلمانوں سے اس کے اخراجات کا مطالبہ کیا اگر کسی نے کچھ دیا دلایا یا نہیں اب باوجودیکہ اس خطرہ کی تردید سرکاری طور پر بھی ہو چکی ہے مگر **تبلیغ الاسلام** کو **وفد** بھیجنے کا بہت شوق ہے اسکی رائے میں بدون وفد گئے تحقیقات مکمل ہی نہیں ہوتی۔ حالانکہ بنکاک کی انجمن اسلامیہ اور سیام گورنمنٹ صحیح حالات شائع کر چکی ہے۔

خدا کے لئے مسلمانوں کے **اموال** کو جائز اور نہایت ضروری امور پر خرچ کرنیکی کوشش کرو۔ جب ایک امر واضح ہو گیا اسکے لئے **وفد** کا خیال پیش کرنا نہ صرف غیر ضروری ہے بلکہ **تبلیغ الاسلام** کے کام کو مشکوک کر دیگا کہ دوسروں کی جیب پر سیر وسیاحت کا ارادہ ہے اسلئے ایسی تجاویز کو مسترد کر دینا چاہیئے۔ اگر صحیح رپورٹیں نہ آگئی ہوتیں تو ہم سب سے پہلے ایسے **وفد** کی تائید کرتے مگر اب اسے غیر ضروری سمجھتے ہیں +

احمدیہ سکول سانڈھن کے طلباء کا

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے

نکاح کی خوشی میں

مبارک باد کا جلسہ

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ جسنے ملکانہ قوم کی آبادیوں میں سے ایک آبادی جنکو اسلام کی تبلیغ کا مرکز بنایا جہاں سے امید ہے کہ نور اسلام ملکانہ قوم میں بہت جلد پھیل جائیگا اور وہ آبادی سانڈھن ہے کہ جہاں پر حقیقی اسلام (احمدیت) کے سینکڑوں شیدائی پیدا ہو گئے ہیں ان تازہ نومسلموں کی بعض قربانیوں کو دیکھ کر آبائی مسلمانوں کو بھی رشک آتا ہے۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے ایسا اخلاص اور مذہبی جوش بھر دیا ہے کہ اب وہ فرہاد کوہ کن کی طرح کوہ کفر کو پھاڑ کر ہٹانیکے لئے کمر بستہ ہو رہے ہیں اور بجائے لیکچر اسلامی سننے کے خود لیکچر اسلامی دے رہے ہیں اور صداقت اسلام کو پھیلا رہے ہیں جسکی تازہ مثال ذیل میں لکھ کر ہدیہ ناظرین کرتا ہوں

تھوڑے عرصہ سے جماعت احمدیہ سانڈھن کے ممبروں کا ایک جلسہ ہر پندرہ روز کے بعد ہونا قرار پایا ہے چنانچہ اس بنا پر ماہ اپریل میں دو جلسے ہوئے ہیں اور ان جلسوں میں بڑے احباب اور تعلیم یافتہ اصحاب کے علاوہ نوجوان طلباء نے بھی اسلامی احکام کی صداقت پر لیکچر دئیے گو طلباء کے لئے یہ پہلا موقعہ تھا مگر پھر بھی انہوں نے حاضرین کو حیرت میں ڈالدیا نہایت جرأت اور جوش سے اپنے اپنے مضامین کو بیان کرتے رہے انکی اس اخلاص اور ترقی پر ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان طلباء کو علم سے بہرہ ور کرکے دینی خدمت پر مقرر ہونیکی توفیق بخشے۔ **دوسری مثال** یہانکے احمدی طلباء کی اور احمدی ممبران حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے چوتھے نکاح کرنیکی خوشی پر مبارک باد کے جلسہ سے ملتی ہے جو کہ ۱۹ اپریل ۱۹۲۵ء کو منعقد ہوا۔ حضور اقدس کے نکاح کی خبر سنتے ہی طلبہ نے خوش ہو کر اپنے اساتذہ کے زیر اہتمام اور جناب ڈاکٹر نور احمد صاحب سب اسسٹنٹ سرجن امیر حلقہ تبلیغ آگرہ ومتھرا کی زیر صدارت ایک جلسہ منعقد کیا۔ جناب صدر جلسہ کے جلسہ میں تشریف لانے پر تمام طلبہ نے باقاعدہ اور مؤدب کھڑے ہو کر اپنے استاذ کے اشارہ سے ایک زبان ہو کر تین بار مبارک باد کہی اور پھر ایک سہری مبارک باد کا قطعہ پڑھ کر جس میں ایک نظم بھی تھی حضور اقدس کی خدمت میں پہنچانے کے لئے جناب صدر کے پیش کی۔ اور پھر خوش آواز طلباء نے نظمیں پڑھیں طلباء کی خواہش کے مطابق خاکسار (محمد حنیف) نے بھی ایک نظم ترنم سے سنائی۔ اسکے بعد صدر جلسہ نے طلباء کی مبارک باد کے جواب میں مختصر سی تقریر فرما کر حضور اقدس کے اس چوتھے نکاح کرنے کی وجہ اور غرض بتلائی۔ اور طلبہ کو پڑھنے کا شوق دلایا اور جلسہ دعا پر ختم ہوا۔ سکول میں نہایت عمدہ سجاوٹ کی گئی تھی چھوٹے بڑے تمام حاضرین ۴۰ کے قریب تھے۔

احمدیہ گرلز سکول سانڈھن کا جلسہ

طلباء کے جلسہ کے علاوہ احمدیہ گرلز سکول کی لڑکیوں نے بھی جلسہ کیا جسمیں چھوٹی بڑی کل مستورات ۳۰ کے قریب تھیں جنھوں نے نہایت شوق سے جلسہ میں حصہ لیا۔ صدر جلسہ جناب ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ مکرمہ تھیں۔ مکرمی رحیم خاں (درویش سنگھ) احمدی کی لڑکی یعقوبن قرآن مجید پڑھا۔ اور پھر خاکسار (محمد حنیف) کی اہلیہ نے ایک نظم پڑھی جو قرآن مجید کی ایک دعا کا ترجمہ تھا۔ اسکے بعد مکرمہ جہاں آرا بیگم صاحبہ (بنت قریشی افضال احمد صاحب رئیس) استانی گرلز سکول نے پرجوش تقریر کی اور مستورات کو آئندہ ہر ایک جلسہ میں حاضر ہونے کے لئے شوق دلایا اور جلسہ دعا پر ختم ہوا۔

الحمد للہ والمنۃ کہ ایسے اسباب پیدا ہو رہے ہیں جو سانڈھن کی ترقی کا موجب ہیں۔ تمام احمدی احباب کو اور خصوصاً ان احباب کو جو سانڈھن میں رہ گئے ہیں خاکسار مبارک دیتا ہے کہ اب سانڈھن میں دن دگنی اور رات چوگنی ترقی ہو رہی ہے اور نیز باقی علاقہ میں بھی اشدھی کا دم ناک میں آیا ہوا ہے۔ اور اب جہاں کہیں بھی آریوں نے اشدھی کی تاریخ باندھی خدا کے فضل سے کامیاب نہیں ہوتی اور منہ کی کھا کر بھاگتے ہیں اور اب میدان احمدی مبلغین سے آہستہ پھر بھر رہا ہے اور تبلیغ کا کام بفضل خدا باقاعدگی سے خوب ہو رہا ہے پس ان حالات کو پڑھکر احباب دردِ دل سے دعا کریں۔ دعا کی سخت ضرورت ہے کیونکہ ابھی ہمارے تبلیغی کام کے آگے بہت سی رکاوٹیں ہیں اور بہت مشکلات ہیں۔ سانڈھن میں ہی ایک حصہ ابھی ایسا موجود ہے جو حقیقی اسلام سے ابھی بہت دور ہے۔ احباب دعا کریں کہ سانڈھن کے باقی حصہ کو بھی جو ہم سے دور ہے اللہ تعالیٰ ہدایت فرماوے اور حقیقی اسلام سے منور فرماوے۔ اور جو احباب ہمارے سلسلہ میں داخل ہیں انکو بھی اللہ تعالیٰ استقامت بخشے اور ترقی بخشے اور تمام علاقہ میں اسلام ہی اسلام ہو اور ہمیں دین کی کماحقہ خدمت کرنیکی توفیق بخشے۔ اور ہم اسلام ہی کیلئے لڑیں نہ کہ نام کے لئے۔ خاکسار قریشی محمد حنیف احمدی اول مدرس احمدیہ سکول سانڈھن ضلع آگرہ بقلم خود ۲۱/اپریل ۱۹۲۵ء

اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی ایک شان

دار المصنفین بہت عمدہ کام کر رہا ہے اور اس وقت تک اس نے بعض نہایت ضروری اور اہم تالیفات شائع کر کے اسلامی ہند اور اردو زبان پر بہت بڑا احسان کیا ہے سیر الصحابہ اور سیر صحابیات اور سیر انصار ایسی کتابیں ہیں جو ہر مسلمان کو پڑھنی چاہئیں۔ اس سے معلوم ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی نے کیسے لوگ تیار کئے تھے اور ان میں کیا روح پیدا ہو گئی تھی۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ وقتاً فوقتاً صحابہ کے اخلاق و شمائل کے بعض تذکرے الحکم کے ذریعہ ان تالیفات سے لیکر شائع کروں تاکہ ہم بھی اپنے اندر ویسی ہی حقیقت پیدا کرنے کی سعی کریں کیونکہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جماعت کو صحابہ کی جماعت کے ساتھ ایک خاص تعلق اور نسبت ہے۔ - عرفانی۔

(۱)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ مشہور انصاری ہیں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ عہد مواخات کی رو سے ان کے بھائی تھے۔ حضرت ابو درداؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ شام کو چلے گئے تھے اور دمشق میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ انکے سفر شام کا واقعہ عجیب و غریب ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ترک وطن کی اجازت چاہی حضرت فاروق نے فرمایا کہ اجازت تو نہیں دیتا ہاں حکومت کی کوئی خدمت قبول کیجئے تو منظور کر سکتا ہوں۔ ابو درداؓ نے کہا کہ میں حاکم بننا ناپسند کرتا ہوں حضرت فاروق نے فرمایا پھر اجازت کی امید فضول ہے۔ حضرت ابو درداؓ نے درخواست کی کہ حکومت کے بجائے لوگوں کو قرآن و حدیث سکھاؤنگا اور نماز پڑھاؤنگا۔ فرمایا۔ البتہ قبول ہے چنانچہ اس ادائے فرض کی نیت سے شام کا سفر اختیار کیا اور تمام عمر اسی خدمت میں گزار دی اور شام کے تکلفات کا اثر ان پر غالب نہ ہوا سادگی اور بے تکلفی کو کبھی ہاتھ سے نہ دیا۔ حضرت عمرؓ نے جب شام کا سفر کیا اور وہاں بعض صحابہ کرام کے مکانوں پر جا کر ملاقات کی تو سب کے ٹھاٹھ دیکھے حضرت ابو درداؓ کے گھر پہنچے تو مکان میں چراغ تک نہ تھا [illegible] تاریک مکان میں ایک کمبلی اوڑھے پڑا تھا حضرت عمرؓ نے یہ حالت دیکھی تو آنکھوں میں آنسو بھر آئے پوچھا اس قدر عسرت سے زندگی گزارنے کا سبب کیا ہے؟ حضرت ابو درداؓ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

دنیا میں ہمکو اتنا ساز و سامان رکھنا چاہیئے جتنا ایک مسافر کیلئے درکار ہے

آہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم لوگ کیا سے کیا ہو گئے اس پر اثر فقرہ نے یہ عالم کر دیا کہ دونو بزرگوں نے روتے روتے صبح کر دی۔

(۲)

تمدن و شہر سے دور بھاگتے تھے۔ حضرت ابو درداؓ کی سکونت شام کا یہی سبب تھا فرماتے تھے جس مقام پر دو آدمی ایک بالشت زمین کے لئے منازعت کریں میں اسکو چھوڑ دینا زیادہ پسند کرتا ہوں۔ نہایت بشاش بشاش رہتے اور لوگوں سے خندہ پیشانی سے ملتے گفتگو کے وقت لب مبارک پر تبسم ظاہر ہوتا تھا۔

مزاج فطرۃً سادہ تھا مسجد دمشق میں خود اپنے ہاتھ سے درخت لگاتے تھے لوگ دیکھتے تو تعجب کرتے ایک شخص نے انکو اس حالت میں دیکھا تو بڑے تعجب سے پوچھا کہ آپ یہ خود کام کرتے ہیں حضرت ابو درداؓ نے اسکے تعجب کو ان الفاظ سے زائل کیا کہ اس میں بڑا ثواب ہے۔ بڑے فیاض اور مہمان نواز تھے باینہمہ تنگدستی مہمانوں کی خدمت گزاری میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کرتے تھے۔ اکثر ان کے یہاں لوگ ٹھہرا کرتے تھے۔ جب کوئی مہمان آتا تو حضرت ابو درداؓ دریافت کرتے کہ قیام کرنے کا ارادہ ہے یا جانے کا۔ جانیکا قصد ہوتا تو مناسب زاد راہ بھی ساتھ کر دیتے تھے +

(۳)

دل کے نرم تھے ایک دن کسی طرف جا رہے تھے دیکھا کہ ایک شخص کو لوگ گالی دے رہے پوچھا تو معلوم ہوا کہ اسنے کوئی گناہ کیا تھا۔ حضرت ابو درداؓ نے کہا کہ اگر ایک شخص کنوئیں میں گرے تو اسکو نکالنا چاہیئے **گالی دینے سے کیا فائدہ؟** اسی کو غنیمت سمجھو کہ تم اس سے محفوظ رہے لوگوں نے عرض کی کہ کیا آپ ایسے شخص کو برا نہیں جانتے فرمایا **اس شخص میں طبعاً تو کوئی برائی نہیں البتہ اسکا یہ عمل برا ہے جب چھوڑ دیگا تو پھر میرا بھائی ہے۔**

(۴)

طبیعت میں استغناء اور بے نیازی بھی تھی عبداللہ بن عامر شام آیا تو بہت سے صحابہ اپنے وظائف لینے گئے لیکن حضرت ابو درداؓ اپنی جگہ سے بھی نہ ہلے۔ عبداللہ خود انکا وظیفہ لیکر انکے مکان پر آیا اور کہا کہ آپ تشریف نہیں لائے تو میں خود وظیفہ لیکر حاضر ہوا ہوں انہوں نے جواب دیا کہ آج تم سے زیادہ خدا کے نزدیک اور میرے نزدیک کوئی ذلیل نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ

جب امراء اپنی حالت بدل لیں تو تم بھی اپنے کو بدل لو

حضرت ابو درداؓ کی زندگی کلام الٰہی اور حدیث نبوی کی تعلیم و اشاعت میں صرف ہوئی۔ جس وقت روح مطہر عالم فنا سے عالم بقا کو پرواز کر رہی تھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جلیل الشان صحابی اہل شہر کو جمع کر کے نماز کے متعلق آخری وصیت سنا رہا تھا +

حضرت ابو درداؓ کی زندگی زاہدانہ بسر ہوتی تھی وہ دنیا کے دولت دلفریبیوں اور عالم فانی کے تکلفات سے ملوث نہ تھے فرمایا کرتے تھے کہ انسان کو دنیا میں ایک مسافر کی حیثیت سے رہنا چاہیئے۔

امر بالمعروف تمام تربیت یافتگان نبوۃ کا فرض تھا حضرت ابو درداؓ بھی اسی فرض سے غافل نہ تھے امیر معاویہؓ نے کوئی چاندی کا برتن خریدا جسکی قیمت میں چاندی کے وزن سے کم و بیش روپیہ مالک کو دیئے حضرت ابو درداؓ نے فوراً ٹوکا کہ معاویہ! یہ درست نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی سونے میں برابر سرابر کا حکم دیا ہے +

(۵)

باینہمہ کہ وہ بساط نبوۃ کے حاشیہ نشین تھے خالق کون و مکان کے جلال و جبروت کا تخیل ان کے جسم پر رعشہ پیدا کر دیتا تھا ایک روز منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا تو فرمایا کہ

میں اس روز سے بہت خائف ہوں جب خدا مجھ سے پوچھے گا کہ تم نے اپنے علم کے مطابق کیا عمل کیا؟

وفات کے وقت آپ گریہ و زاری میں مصروف تھے بیوی نے کہا کہ آپ صحابی ہو کر روتے ہیں حضرت ابو درداؓ نے فرمایا کیوں نہ روؤں خدا معلوم گناہوں سے کیونکر چھٹکارا ہو۔ اسی حالت میں بلالؓ کو بلایا اور فرمایا دیکھو ایک دن یہ واقعہ تم کو بھی پیش آنا ہے اس دن کے لئے کچھ کر رکھنا۔

موت کا وقت قریب آیا تو جزع فزع کی کوئی انتہا نہ تھی ایمان کے متعلق کہا گیا ہے کہ خوف و رجا کے مابین ہوتا ہے۔

حضرت ابو درداؓ پر خوف الٰہی کا نہایت غلبہ تھا بیوی پاس بیٹھی تسکین دے رہی تھی شوہر سے کہا کہ تم موت کو محبوب رکھتے تھے پھر اس وقت پریشان کیوں ہے؟ فرمایا یہ سچ ہے لیکن جب موت سے موت کا یقین ہوا ہے سخت پریشانی ہے یہ کہکر روئے پھر فرمایا یہ میرا آخیر وقت ہے کلمہ پڑھاؤ چنانچہ لوگ کلمہ کی تلقین کرتے رہے اور حضرت ابو دردا اسکو دہراتے رہے یہاں تک کہ روح مطہر نے آخری سانس لی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

(ماخوذ سیر انصار)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی زندگی کے یہ چند واقعات ہمارے لئے درس عبرت ہیں۔ آؤ ہم اپنی زندگیوں میں دیکھیں کہ کس حد تک ہم اس رنگ سے رنگین ہیں +

حضرت ابو درداؓ کی زندگی میں خودداری۔ قناعت اپنے بھائیوں کی کمزوریوں پر اصلاح کا فکر اور چشم پوشی کا احساس۔ خود کام کرنے سے عار نہ کرنا۔ اپنے نفس کا احتساب اور موت کا خوف یہ ایسی چیزیں ہیں جو انسان کی ذاتی اصلاح کے لئے بہت ہی مفید ہیں اگر ہم محاسبہ نفس کرتے رہیں اور اپنے اعمال و افعال کا جائزہ خود ہی لیتے رہیں تو ہمارا قدم اس مقصد اور منزل کی طرف خدا کے فضل سے جا سکتا ہے جو خدا تعالیٰ کی رضا کا ہے لیکن اگر دنیا کے اموال اور دنیا کی عزتیں اور خود نمائیاں ہمارا قبلہ مقصود ہو جائے تو پھر ہم اس قدر (خدا نہ کرے) اصل راستہ سے دور ہوتے جائیں گے۔ ہماری زندگیوں میں سادگی کی ضرورت ہے اور جب تک تکلفات کی زندگی سے ہمیں نجات نہیں ملتی حقیقی اسلامی روح ہم میں پیدا نہیں ہوگی کیونکہ نمائش اور تکلفات کا خیال ہمارے اندر رعونت خود نمائی اور پھر خود غرضی پیدا کریگا اور اسطرح اخلاق فاضلہ ہم میں پیدا نہ ہوں گے۔

حقیقت میں جو شخص دنیا میں ایک مسافر کی زندگی بسر کرتا ہے اسکی نظر ہر وقت منزل مقصود پر ہوتی ہے اور وہ غافل اور سست نہیں ہوتا اور درمیانی منزلوں میں سے کسی پر بھی جی لگا کر یا تھک کر بیٹھ نہیں جاتا بلکہ اسکا قدم تیزی سے اٹھتا ہے پس اگر ہم اس حقیقت کو سمجھ لیں اور دنیا میں ایک مسافر کی زندگی بسر کرنیکا عزم کر لیں تو خدا کی طرف ہمارا قدم تیز ہو جائیگا اور پھر آج ہم کوشش کرینگے کہ سبکتر ہوں۔

غرض حضرت ابو درداؓ کی زندگی ہمارے لئے بہت سی قیمتی سبق اپنے اندر رکھتی ہے پس غور کریں اور اپنے آپ کو اس راستہ پر چلانے کیلئے تمام تر کوشش کریں

ہمنے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جمالی ظہور کے مظہر اتم کو دیکھا اور انکی صحبت میں کچھ وقت گزارنے کی توفیق پائی اسلئے ہم زیادہ ذمہ وار اور جوابدہ ہیں۔ عرفانی

۲۷ ماہ رمضان المبارک کا ایک مہتم بالشان واقعہ

خدا کے ایک برگزیدہ نبیؑ کی وفات

یوسفؑ کہاں موسیٰؑ کہاں ایوبؑ اور یحییٰؑ کہاں
مریمؑ کہاں عیسیٰؑ کہاں آخر فنا آخر فنا

آہ! موت ایک ایسی گھاٹی ہے کہ جس میں سے ہر ایک فرد بشر کو خواہ وہ اعلیٰ ہو یا ادنیٰ۔ امیر ہو یا غریب۔ بادشاہ ہو یا فقیر، عالم ہو یا جاہل۔ بچہ ہو یا بوڑھا۔ مرد ہو یا عورت۔ بالغ ہو یا نابالغ۔ طوعاً و کرہاً گزرنا پڑتا ہے۔ ابتدائے آفرینش سے لیکر آجتک خدا کی سُنت اسی طور پر ظہور پذیر ہوتی رہی کہ جو بھی بشریت کی چادر پہنکر اس دنیا میں ظاہر ہوا آخر ایک دن اُسے اس جہان سے کوچ کرنا پڑا۔ بڑے بڑے انبیاؑ اور صلحاء جو خدا کے خاص مقرب اور مقبول تھے اسی موت کے ذریعہ سے ہی ہم سے جدا کئے گئے حتیٰ کہ سب نبیوں کے سردار جناب سرور کائنات و فخر موجودات محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے جلیل القدر انسان بھی جو لقاء الٰہی کے اعلیٰ ترین مقام پر پہنچے ہوئے تھے آخر **موت** کے ذریعہ سے ہی اس جہان کی کثافت سے الگ ہوکر عالم لطافت میں جلوہ افروز ہوئے اور اپنے محبوب حقیقی کو پایا۔ جب آپ جیسے محبوب خدا کو بھی اپنے آقا رب العالمین سے ملاقی اور واصل ہونے کے لئے موت کے دروازہ سے ہی گزرنا پڑا اور کون ہے جو بغیر اس راہ گزر نیکے اپنی جسمانی کثافت کو لیتا ہوا سیدھا عالم برزخ میں قدم زن ہونے کا دعویٰ کرسکے۔ درحقیقت ایسا دعویٰ کرنا یا اس امتیاز کو جو سراسر بشریت کے منافی۔ توحید کے خلاف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی برتری اور فضیلت پر ایک خطرناک اور ہتک آمیز حملہ ہے کسی اور کی طرف منسوب کرنا حد درجہ کی شقاوت اور تیرہ بختی ہے۔ تاریخ عالم شاہد ہے کہ جس قوم میں بدقسمتی سے اس قسم کا عقیدہ پھیلا اور انہوں نے حیات ابدی کو بمعہ جسد عنصری کسی اپنے بڑے کی طرف منسوب کیا تو وہ قوم خدا کے غضب کی مورد بنکر قعر مذلت میں ایسی گری کہ آجتک وہاں سے نہیں نکل سکی چنانچہ یہود کا عبرتناک واقعہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ انھوں نے حضرت الیاسؑ کی نسبت خیال کیا کہ وہ زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے اور یہ کہ حضرت مسیح کی آمد کے قبل وہ دنیا میں نازل ہوں گے۔ لیکن انکا یہ خیال بوجہ سنت اللہ کے خلاف ہونیکے پورا نہ ہوا پر نہ ہوا۔ اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے برگزیدہ نبی کی شناخت سے محروم رہ گئے اور آجتک حضرت الیاس کے نزول از آسمان کے منتظر ہیں۔ حالانکہ حضرت عیسیٰؑ نے اسکی یوں تشریح کردی تھی کہ حضرت الیاس کے نزول سے مراد کسی اور شخص کا انکی خو بو پر اور صفات میں ظاہر ہوکر ویسا ہی کام کرنا ہے جیسا کہ اُنہوں نے کیا تھا چنانچہ یہ پیشگوئی حضرت یحییٰؑ کی ذات میں پوری ہوچکی۔ یہود اپنے اس مشرکانہ عقیدہ کی وجہ سے خدا سے دور ہوگئے۔ مغضوبین کے گروہ میں شامل ہوگئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس اُمت پر یہی لعنت پڑی کہ وہ آجتک نہایت ذلیل زندگی بسر کررہے ہیں جیسا کہ فرقان حمید کی آیت ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ سے عیاں ہے مگر افسوس صد افسوس آنحضرتؐ کی اس پیشگوئی کے مطابق کہ میری اُمت ایک دن مثیل یہود ہوجائے گی۔ آج ملت بیضا بھی دجالی فتنہ سے متاثر ہوکر ایک ویسی ہی غلط عقیدہ میں مبتلا ہوگئی ہے اور عیسائی عقائد کی تتبع میں یقین کربیٹھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی بجسم عنصری زندہ آسمان پر اٹھائے گئے اور یہ کہ وہ بنفس نفیس چودھویں صدی کے آغاز میں نزول فرما ہوں گے۔ چونکہ یہ عقیدہ غایت درجہ مشرکانہ ہونیکے علاوہ ہمارے رسول اکرم کی شان پر نہایت گستاخانہ حملہ کرنیوالا ہے اور اس سے عیسائی فتنہ کو بیحد تقویت پہنچ رہی ہے اسلئے خدا کا ہاتھ مسلمانوں کے سر پر سے اُٹھتا گیا اور وہ خدا سے دور ہوگئے اور خدا ان سے دور ہوگیا اور آج اسکا غضب پورے جوش و خروش کے ساتھ ان پر نازل ہورہا ہے اور وہ مثل یہود نہایت بُری طرح ذلت کے گڑھے میں گرتے جارہے ہیں اور کفار کے مقابلہ میں ہر جگہ ایسی شکست و ہزیمت اٹھارہے ہیں کہ جسکو دیکھکر بہی خواہان ملت محمدیہ کی چیخیں نکل جاتی ہیں۔ انکے علماء کی اندرونی باطنی اور اخلاقی حالت نہایت درجہ گندی ہوگئی ہے اور وہ نفسانیت کا شکار ہوکر اسلامی کشتی کو تباہی کی طرف لیجا رہے ہیں اور ایسے گرداب کی طرف اسکی رہنمائی کررہے ہیں جو نہایت خطرناک ہے۔ گزشتہ چند ایک سال میں سیاسی رو میں آکر انہوں نے اسلام اور اسلامیوں کو نقصان پہنچایا وہ مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہونا چاہئے تھا مگر مسلمان ہیں کہ خواب غفلت میں ایسے سوئے پڑے ہیں کہ انکو اپنی پستی اور خستگی کا احساس بالکل نہیں رہا۔ یہ سب اسلئے ہوا کہ انھوں نے سید الکونین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین کی۔ حضور کی قوت قدسیہ پر نہایت ناپاک حملے کئے اور حضورؐ کو مردہ گروہ میں شامل کیا اور اسکے مقابلہ میں ایک ایسے نبی کو جو آنحضورؐ کے مقابلہ میں کچھ حیثیت نہیں رکھتا حَيٌّ عَلَى السَّمَاءِ سمجھ کر ایسی ایسی فضیلتیں اُسکی طرف منسوب کیں کہ جنکو سنکر بیشمار مسلمانوں کے دل متزلزل ہوگئے اور انھوں نے آنحضرتؐ کی بجائے حضرت عیسیٰؑ کی اتباع کو زیادہ افضل سمجھا۔ چنانچہ کون نہیں جانتا کہ بڑے بڑے خاندانی گھرانے اور عالم و فاضل مسلمان جو کسی زمانہ میں فرزندان اسلام ہونیکا فخر رکھتے تھے۔ آج وہ عیسائی ہوکر ملت بیضاء کی تخریب کے درپے ہیں۔

پس دوستو یقین رکھو کہ عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا عقیدہ جھوٹا اور بے بنیاد عقیدہ ہے جس کا قرآن اور احادیث میں کوئی ثبوت نہیں یہ صرف فیج اعوج کے زمانہ میں ان عیسائیوں کی مہربانی سے اسلام میں داخل ہوگیا ہے جو ہزارہا کی تعداد میں داخل ہوئے لیکن انکی تعلیم و تربیت اور انکے عقائد کی درستگی کا انتظام مسلمانوں کی طرف سے نہ ہوسکا۔ حقیقۃ الامر یہ ہے کہ وہ خدا کا نبی فوت ہوچکا ہے اور اسی طرح فوت ہوچکا ہے جسطرح دیگر انبیاءؑ فوت ہوچکے ہیں۔ اور آج اسکی روح جنت میں اپنے مولیٰ کے فضل سے اسی طرح سرشار ہورہی ہے جسطرح دیگر انبیاء کی روحیں ہورہی ہیں۔ چنانچہ

آج ستائیسویں ماہ رمضان المبارک وہ شب معروف ہے جس میں خدا کے اس برگزیدہ رسول یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے [illegible] مطابق اپنی طبعی عمر گزار چکنے کے بعد اس دنیائے فانی سے رحلت فرمائی۔ چنانچہ اسکا ثبوت طبقات ابن سعد (جو کہ حالات شریفہ آنحضرتؐ و حالات صحابہ بلکہ ابتدائی اسلامی تاریخ کی جڑ ہے) میں ہے جس کے جزو ثالث ص ۲۶ پر ہبیرہ بن مریم سے روایت ہے لما توفی علیؓ ابن ابی طالب قام حسن ابن علیؓ فصعد المنبر فقال ایها الناس قد قبض اللیلة رجل لم یسبقه الاولون ولا یدرکه الاخرون فقد کان رسول الله یبعث المبعث فیکتنفه جبرئیل من یمینه ومیکائیل من شماله فلا ینثنی حتی یفتح الله له وما ترک الا سبعمائة درهم اراد ان یشتری بها خادما ولقد قبض فی اللیلة التی عرج فیها بروح عیسی ابن مریم لیلة سبع وعشرین من رمضان۔ یعنی اے لوگو آج وہ شخص فوت ہوا ہے کہ اسکی بعض باتوں کو نہ پہلے پہنچے ہیں اور نہ بعد میں آنیوالے پہنچیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسے جنگ کے لئے بھیجتے تھے تو جبرئیل اس کے داہنی طرف ہوجاتے تھے اور میکائیل بائیں طرف۔ پس وہ بلا فتح کے واپس نہیں ہوتا تھا۔ اور اس نے صرف سات سو درہم پیچھے چھوڑے جن سے اسکا ارادہ یہ تھا کہ ایک غلام خریدے اور وہ اس رات کو فوت ہوا ہے جس رات کہ عیسیٰ ابن مریم کی روح آسمان کی طرف اُٹھائی گئی تھی۔ یعنی رمضان کی ستائیسویں تاریخ۔

اس حدیث میں صاف طور پر مسیح کے رفع روح کی خبر دی گئی ہے نہ کہ اس جسم کی بھی۔ پھر اسکی خاص تاریخ اور خاص وقت بھی بتلایا گیا ہے۔ اور بھی ایسے الفاظ کے ساتھ جنکے کوئی اور معنے ہی نہیں ہوسکتے۔ پھر ایسے طرز سے کہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سب مخاطبین صحابہ اور تابعین اسوقت اور اس تاریخ کو اس واقعہ کے ساتھ پہلے سے جانتے تھے کہ حضرت مسیح کی روح اسمیں اُٹھائی گئی تھی۔

پس آج ہم عیسیٰؑ کے یوم وصال کی یاد کو اپنے بھائیوں کے دلوں میں تازہ کرتے ہوئے نہایت درد دل کیساتھ [illegible] استدعا کرتے ہیں کہ خدارا وہ اسلام پر رحم کریں اور حیات مسیح جیسے لغو اور باطل اور بے بنیاد عقیدہ کو جو اسلام کی سراسر تباہی اور ذلت کا موجب ہورہا ہے فی الفور ترک کردیں تا ان کے [illegible] اسلام کو تقویت اور رسول عربی فداہ امی و ابی کو فضیلت حاصل ہو اور خدا کا غضب جو آجکل ان پر جوش زن ہے وہ بجھ جائے اور اس کی جگہ اسکی رحمت و نصرت کے دروازے ان پر کھل جائیں۔ اور وہ **دجالی** یعنی عیسائی فتنہ کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کرکے اسلام کی برتری کو ثابت کرسکیں۔ مبارک ہیں وہ جو اس ندا آواز کو سنیں۔ وما علینا الا البلاغ مورخہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۴۳ھ

المشتہر سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ فیروزپور پنجاب

علماء سوء اور انکے کارنامے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء سوء کی جو مذمت بیان کی ہے جمعیۃ العلماء کے جبہ پوش اس سے ناواقف نہیں انہیں چاہیئے کہ واقعات کی روشنی میں ان مصور تونکو شناخت کریں۔

ایک بدکار ملاّ سیام کو سیام کے مسلمانوں کی حالت کے متعلق اخبارات میں جو خبریں شائع ہوئی ہیں انکا اقتضاء تو یہ ہونا چاہیئے تھا کہ چند خدا ترس اہل دل علماء وہاں جاتے اور انہیں حقیقت اسلام سے واقف کرتے مگر برخلاف اسکے ایک ملاّ صاحب مفتی اور طبیب کے لباس میں وہاں پہنچے جیسا کہ معزز ہمعصر زمیندار لکھتا ہے انھوں نے وہاں جاکر سیامی مسلمانوں کو راہ ہدایت بتلانے کے بجائے جواز زنا کا فتویٰ دیدیا چنانچہ ہمعصر موصوف لکھتا ہے کہ

> پارسائی کا دامن چھوڑ کر ایک خاص قسم کی قلندری اختیار کی اور فتویٰ دیدیا کہ جس عورت کو کچھ دے دلا کر رضامند کر لیا جاوے اس سے ہر قسم کا تمتع شرعاً جائز ہے اور مسلمان غیر محدود تعداد میں ایسی عورتوں سے تعلقات رکھ سکتے ہیں"

یہ وہ **فتویٰ** ہے جو اس بدکار ملاّ نے سیام میں جاکر دیا۔ اور اس ننگ اسلام نے اس طرح پر شریعت اسلام کو بدنام کیا چند روز کے بعد کسی بازاری عورت کے کہنے سے داڑھی مونچھ منڈوا لی اور اپنی علمی حالت کو سربازار عیاں کر دیا۔ کیا ایسی قسم کے مبلغ اور واعظ سیام میں بھیجنے سے سیامی مسلمانوں کا بھلا ہو سکتا ہے؟ افسوس حافظ شیراز نے ایسے ہی واعظوں کے متعلق کہا ہے

واعظاں کیں جلوہ برمحراب و منبر مے کنند
چوں بخلوت میروند آں کار دیگر مے کنند

اپنی زبان میں خطبہ جمعہ پر بحث ایک عرصہ سے معزز ہمعصر مدینہ میں ایک بحث جاری ہے کہ **خطبہ جمعہ** اپنی زبان میں ہونا چاہیئے یا عربی زبان میں جامعہ ملیہ علیگڈھ کے مفسر خواجہ عبدالحی صاحب اسپر زور دے رہے ہیں کہ خطبہ جمعہ کی غرض وغایت کو مدنظر رکھ کر اپنی زبان میں ہونا چاہیئے۔ اور شاہجہانپور کے ایک المفتی السید محمد اعظم شاہ عفراللہ وکفاہ اسپر زور دے رہے ہیں کہ نہیں عربی میں ہونا چاہیئے اور اب جناب مفتی صاحب نے آخری ہتھیار خواجہ عبدالحی صاحب کے خلاف استعمال کیا ابھی پہلا وار ہے اگر جامعہ ملیہ کے پروفیسر صاحب خاموش نہ ہوئے تو مفتی اعظم ضرور اعظمی فتویٰ شائع کرینگے۔ فی الحال فرماتے ہیں۔ "معلوم ہوا کہ آنجناب ایک آزاد خیال اور زمانہ پرست اور ابن الوقت ہیں پابند کسی مذہب کے نہیں" چلو چھٹی ہوئی۔ اب پروفیسر صاحب کو کلام کی مجال نہیں۔ ان علماء سے اسلام کا بھلا ہوگا جنکو ایسی موٹی اور واضح بات بھی سمجھ میں نہیں آتی کہ خطبہ جمعہ اگر اپنی زبان میں نہ ہو تو اسکا فائدہ ہی مفقود ہے کیا یہ لوگ اشاعت اسلام اور تبلیغ اسلام کا کام کرسکیں گے؟ جمعیۃ العلماء کو ایسے مفتیوں پر رونا چاہیئے ٭

مجلس مشاورت ۱۹۲۵ء

(دوسرا دن) ۱۲ اپریل ۱۹۲۵ء

آج کے اجلاس کے لئے ۷ بجے صبح کا وقت مقرر کیا گیا تھا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ٹھیک وقت پر تشریف لے آئے اور ٹھیک وقت پر کارروائی شروع ہو گئی۔ اسوقت تک گیلری خالی تھی اور بعض نمائندے اور ناظر صاحبان بھی تشریف نہ لائے تھے حضرت خلیفۃ المسیح نے حسب معمول دعا سے اجلاس کا آغاز فرمایا۔ دعا کے بعد جناب حافظ روشن علی صاحب نے سورہ بنی اسرائیل کی ابتدائی آیات تلاوت کیں اور پھر حضرت اقدس نے افتتاحی تقریر فرمائی جسکے ضروری ضروری حصے درج کرتا ہوں۔ **فرمایا**

وقت کی پابندی کرو ہمارے ملک کی بدعادات اور ہماری سینکڑوں سال جسمانی غلامی کا نتیجہ ہے کہ اسوقت تک بہت سی ناظر صاحبان اور نمائندگان کی بھی کرسیاں خالی ہیں جو قومیں کام کرنیوالی ہوتی ہیں اور جنھوں نے دنیا کو فتح کرنا ہوتا ہے انکے اعمال اور عادات بالکل مختلف ہوتے ہیں وہ اپنی ذمہ واریوں کو سمجھتی ہیں اور وقت کی قدر جانتی ہیں۔ برخلاف اسکے ہمارے یہاں عام طور پر طریق ہی یہ ہے کہ جو وقت مقرر ہوتا ہے اسکے متعلق سمجھ لیا جاتا ہے کہ یہ وقت مقرر نہیں ہماری مثال اس لڑکے کی سی ہے جو جنگل میں بکریاں چرایا کرتا تھا اور شیر آیا شیر آیا دوڑیو کی آواز لگاتا تھا (اس کہانی کو آپ نے بیان فرمایا۔ ایڈیٹر) یہ کہانی نظم میں ہے اور پہلی جماعت کے کورس میں ہے۔

چونکہ ہم لوگوں کی عادت میں یہ داخل ہو گیا ہے کہ وقت کی پابندی نہیں کرتے اسلئے سمجھ لیا گیا کہ اسوقت نہیں آنا چاہیئے لیکن جہاں تک میرا خیال ہے اگر ہم کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو یاد رکھو کامیابی کے لئے یہ بھید گُر ہے کہ

وقت کی پابندی کریں

وقت معینہ پر نہ پہنچنا سستی پر دلالت کرتا ہے میں امید کرتا ہوں کہ آیندہ لوگ اسکا خیال رکھیں گے۔

گر حفظ مراتب نکنی زندیقی مجھے خود اسکی خواہش نہیں مگر صوفیا نے ان الفاظ کو استعمال کیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی استعمال کیا کرتے تھے ہر اس شخص نے جو آپ کی مجلس میں کبھی حاضر ہوا ہے آپ کے منہ سے ان دو فقروں میں سے کوئی نہ کوئی سنا ہے۔

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی
اور
الطّریقۃ کلّہ ادب

خود میں نے سینکڑوں ہزاروں مرتبہ یہ فقرے آپ کے منہ سے سنے ہیں۔ پس اسکو ہمیشہ مدنظر رکھو۔

دنیا میں اسکی کہیں مثال نہیں ملتی کہ سلسلہ کا ہیڈ پہلے پہنچا ہو اور اسکے ذررا پیچھے آئے ہوں اور اگر ایسا ہو جائے تو میں نہیں جانتا کہ کیا قہر آجاوے مگر ہمارے وقت کی عدم پابندی کا یہ نتیجہ بار ہا ہوتا ہے بلکہ یہ بدسنت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام گھر سے نکل کر پندرہ پندرہ بیس بیس منٹ تک انتظار کیا کرتے تھے میں نے جب دیکھا کہ قاضی سید امیر حسین صاحب جو ضعیف اور انکی صحت بھی خراب ہے وہ تو پہلے سے موجود ہیں مگر وہ جنکی صحت بھی اچھی ہے اور نوجوان ہیں ابھی تک نہیں آئے تو مجھے تعجب ہوا"

اسطرح پر آپ نے جماعت کو **پابندی وقت** کی طرف توجہ دلائی اور بتایا کہ ادب کا اقتضاء ہے کہ کارکن لوگ وقت مقررہ پر حاضر ہیں اور اسطرح اپنے عمل سے جماعت میں **پابندی وقت** کی روح پیدا کریں۔ آپ کی اپنی یہ حالت تھی کہ رات کو بہت دیر سے سوئے تھے اور اس وقت تک قریباً ۲۴ گھنٹے کھانا کھائے پر گزر چکے تھے مگر آپ ٹھیک وقت پر تشریف لائے تھے اور آپ نے عملاً یہی سبق دیا کہ ٹھیک وقت پر بلا لحاظ و انتظار کسی شخص کے

کام شروع کر دیا

اگر ہمارے اندر یہ روح اور حقیقت پیدا ہو جائے تو ہم اپنے وقت کو صحیح طور پر استعمال کر سکیں۔

اس کے بعد آپ نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے ناظر صاحبان کی رپورٹوں اور انکی تقریروں پر ایک ریویو فرمایا جسکی غرض یہ تھی کہ ناظر صاحبان اپنے کام کی اہمیت کو کسطرح جماعت کے سامنے پیش کریں اور کیا طریق اختیار کرنا چاہیئے جس سے وہ جماعت میں اس کام کیلئے دلچسپی کا اظہار کرسکیں۔ ان رپورٹوں میں ناظر تالیف وتصنیف ناظر بک ڈپو اور ناظر تعلیم وتربیت کی رپورٹوں کو رپورٹ کے نقطۂ خیال سے قابل قدر قرار دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنے منصب اور مقام خلافت کے لحاظ سے ناظروں کی رپورٹوں میں جو فروگذاشتیں تھیں انکی طرف توجہ دلائی اور اسطرح منصب جلیلہ کے فرض کو ادا کرکے بتایا کہ آپ جہاں کام کرنیوالوں کی ہر طرح قدر کرتے ہیں انکی فروگذاشتوں پر نوٹس لیتے ہیں۔ رپورٹوں پر ریویو کے سلسلہ میں ناظر صاحب تالیف وتصنیف کو جس امر کی طرف توجہ دلائی چونکہ وہ ایک ایسا امر عظیم ہے کہ ناظر صاحب کو جماعت کی متحدہ مدد کی ضرورت ہے اسلئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ یہاں درج کروں۔ **فرمایا**

میں ناظر صاحب تالیف وتصنیف کو کہونگا کہ وہ ان گالیوں کا لٹریچر بھی جمع کریں جو حضرت مسیح موعود کے عہد میں مخالفین کی طرف سے شائع کیا گیا۔ یہ **قومی فرائض** میں سے ایک فرض ہے اگر وہ لٹریچر نہ ہو تو ہم بعض باتوں کا جواب نہیں دے سکتے۔ حضرت صاحب نے اپنی تصنیفات میں اسکا ذکر کیا ہے اگر گالیوں سے بھری ہوئی وہ اشتہار اور رسالے ہمارے پاس نہ ہوں تو ہم حضرت صاحب کی عزت کی حفاظت نہیں کرسکتے اور ہمارا یہ سب سے بڑا فرض ہے کہ ہم آپکے عزت واحترام کو قائم رکھیں۔ حضرت صاحب کا الہام ہے **لا نبقی لک من المخزیات ذکرا۔** یہ پیشگوئی اپنی پوری شان سے پوری ہو رہی ہے اور جب وہ لٹریچر ہمارے پاس موجود ہوگا اور ان لوگوں کے انجام اور حالات کو پیش کرکے جماعت کی ترقی اور آپکے خدام کی حالت کو پیش کرینگے تو کس قدر عظمت حضرت صاحب کی ظاہر ہوگی۔ پس یہ قومی فرض ہے اور جو شخص اسکو جمع کریگا وہ بہت بڑا کام کریگا" اسطرح حضرت خلیفۃ المسیح نے ناظر صاحب تالیف کو اس لٹریچر کے جمع کرنیکی طرف توجہ دلائی ہے اور یہ کام (جماعت کی متفقہ کوشش کے بغیر نہیں ہو سکتا اسلئے دوستوں کا فرض ہے کہ جہاں کہیں کوئی کتاب رسالہ یا اشتہار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کا ہے اسے فوراً ناظر تالیف وتصنیف کے پاس بھیجدیں۔ (باقی آئندہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصحاب

حضرت ناناجان میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ

نمبر ۳

رفاہ عام کا جذبہ حضرت ناناجان میں یہ جذبہ خصوصیت سے قابل احترام تھا کہ آپ ہر اس کام میں جو کسی حیثیت سے پبلک [illegible] رفاہ عام کا کام ہو بہت دلچسپی لیتے تھے اور جب تک اس کام کو کر نہ لیتے تھے سست نہ ہوتے تھے ان کی ایک عظیم مقبلانہ تھا الدار اور مسجد مبارک کے سامنے جو فرش لگا ہوا ہے یہ انکی ہی ہمت اور کوشش کا نتیجہ ہے۔ حقیقت میں اگر غور کیا جائے تو یہ بات عجیب معلوم ہوتی ہے کہ جہاں ہمارے سلسلہ کا لاکھوں روپیہ کا خرچ ہے اور تعمیرات پر بھی آئے دن کچھ نہ کچھ خرچ ہوتا رہتا ہے اور شہر میں پنچایت بھی ہے مگر نہ تو سلسلہ کی کارکن جماعت کو اور نہ پنچایت کو یہ توجہ ہوئی کہ اس اہم اور ضروری مقام پر فرش لگا دینا چاہئے۔ اس مقام پر جو آج مصفا اور درست نظر آتا ہے ابتداءً کیچڑ وغیرہ رہا کرتا تھا اور نالیاں نہ ہونیکی وجہ سے احباب کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔ سب سے اول حضرت ناناجان نے اس طرف توجہ کی اور اس میدان کی سطح کو درست کرنے کا کام شروع کیا اور پھر نالیوں کے ذریعہ پانی کے نکاس کا انتظام کیا اس کام میں حضرت نواب صاحب کی توجہ کا بہت بڑا دخل ہے انہوں نے اپنے خرچ سے اسے درست کرایا۔ لیکن حضرت ناناجان نے اسکو درجہ تکمیل تک پہنچایا اور فرش لگا کر راستہ کو درست کر دیا۔ اس سے پہلے ہر شخص کی نظر اس کمی کو محسوس کرتی تھی مگر وہ اس احساس سے آگے نہ جاتی تھی حضرت ناناجان کا ارادہ یہ تھا کہ وہ اس چوک اور بازار میں پورے طور پر فرش لگا دیں لیکن بعض حالات اور تنازع وغیرہ نے انہیں کامیاب نہ ہونے دیا۔ فرش کے متعلق بعض لوگوں کا خیال تھا کہ چونکہ گڈوں اور یکّوں کی آمد و رفت بکثرت ہے اسلئے آئے دن یہ فرش ٹوٹتا رہے گا اس سے بہتر ہے کہ نہ لگوایا جائے چنانچہ وہ نہ لگ سکا اور اب تک اسکی ضرورت محسوس ہوتی ہے مگر کوئی ناصر نواب کی روح کا آدمی کھڑا ہو تو امید ہے اس ضروری اور خاص کوچہ اور چوک کا فرش مکمل ہو جائے بڑی مسجد تک فرش کا یہ سلسلہ وسیع ہو چکا ہے گو مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جہاں ٹوٹ جاتا ہے وہاں درستی کی نوبت نہیں آتی! اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اس جذبہ اور فطرۃ کے کسی وجود کو کھڑا کر دے گا۔

اسی سلسلہ میں مجھے حضرت ناناجان کی ان کوششوں کا بھی ذکر کرنا ہے جو آپ مساجد کے فرش کے لئے کرتے تھے۔ مسجدوں میں دریوں کا فرش سب سے اول حضرت میر صاحب نے بچھوایا اور یہ خیال ان کے دل میں پیدا ہوا کہ اس محترم مسجد میں دریوں کا فرش ہونا چاہیئے چنانچہ انہوں نے احباب سے چندہ کر کے دریوں کا فرش تیار کرایا۔

منبر بنوایا مسجد اقصیٰ میں خطبہ کے لئے منبر نہ تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں عام طور پر حضرت مولانا عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ یا حضرت حکیم الامۃ محراب کے پاس کھڑے ہو جاتے تھے اور خطبہ دیتے تھے اسوقت اتنی کثرت بھی نہ تھی لیکن جب مسجد وسیع ہو گئی اور لوگوں کی کثرت ہو گئی تو حضرت میر صاحبؓ نے مسجد کے لئے منبر بنوایا جو منبر اب تک ان کی نشانی اور یادگار ہے جس مقام پر یہ منبر پڑا ہے یہاں میر صاحب نے ہی اسے رکھوایا تھا اس منبر سے برکات خلافت کا جو ظہور ہو رہا ہے وہ سب جانتے ہیں کہ قرآن مجید کے حقائق و معارف کا ایک دریا کس طرح بہتا رہتا ہے۔

حضرت میر صاحبؓ نے نہایت شوق اور بڑے اخلاص سے اسے تیار کرایا تھا۔

محنت و جفاکشی کی خصوصیات حضرت ناناجان کبھی اور کسی حال میں سست اور بیکار نہیں رہنا چاہتے تھے اور نہیں رہے وہ سلسلہ کا کوئی نہ کوئی کام کرتے رہتے تھے اور اکثر کام ایسے ہوتے تھے جو اوائل میں سطحی نظر والوں کے لئے موجب نقصان نظر آتے تھے۔

ڈھابوں کی بھرتی کا کام یہ سب کو معلوم ہے کہ جہاں آجکل مدرسہ احمدیہ کے بورڈنگ کی عمارت ہے یہاں بہت بڑی ڈھاب تھی۔ حضرت ناناجان کی دوربین نظر نے سلسلہ کی ترقی اور ضروریات کو آج سے قریباً تیس برس پیشتر دیکھا وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان پیشگوئیوں کو سنتے تھے جو قادیان کی ترقی کے متعلق تھیں اور مشرق کی طرف آبادی کے بڑھنے کی قبل از وقت خدا تعالیٰ کی دی ہوئی اطلاع کو انہوں نے سنا سب سے پہلے اس پیشگوئی کو پورا کرنے میں حصہ لینے کیلئے ڈھاب میں بھرتی ڈلوانی شروع کی۔ یہ بھرتی پڑ رہی تھی کہ خواجہ کمال الدین صاحب اور انکے بعض رفقاء لاہور سے آئے اور انہوں نے یہ دیکھ کر کہنا شروع کیا کہ

میر صاحب سلسلہ کا روپیہ غرق کر رہے ہیں

اپنی اپنی نظر اور اپنا اپنا ایمان ہے میں نہیں کہتا کہ ان لوگوں نے یہ اعتراض کس نیت اور کس خیال سے کیا مگر اس میں شک نہیں کہ اعتراض کیا گیا۔ حضرت میر صاحب کی طبیعت بہت تیز تھی جیسا کہ سب کو معلوم ہے انہوں نے برافروختہ ہو کر جواب دیا کہ

> "میں غرق کرتا ہوں تو تم سے لیکر نہیں حضرت صاحب کا روپیہ ہے تم کون ہو جو مجھ پر اعتراض کرتے ہو جاؤ حضرت صاحب کو جا کر کہو۔"

میر صاحب کے اس جواب نے ان لوگوں کو خاموش کرا دیا مگر وہ موقعہ کی تلاش میں رہے اور بالآخر انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی کہدیا۔ مگر حضرت اقدس نے انکو یہی جواب دیا کہ

میر صاحب کے کاموں میں دخل نہیں دینا چاہیئے

میر صاحب سے ان لوگوں کی عداوت یا مخالفت کی یہ ابتدا ہے بہرحال حضرت ناناجان نے بھرتیوں کے کام کو جاری رکھا۔ اسوقت بھرتی بہت سستی پڑتی تھی روپیوں کا کام پیسوں میں ہوتا تھا۔ مگر عقل کے اندھوں کو اسوقت ایسا ہی معلوم ہوتا تھا کہ یہ روپیہ تباہ کیا جا رہا ہے مگر آج کون کہہ سکتا ہے کہ وہ روپیہ ضائع کیا گیا بلکہ ہر شخص کو خواہ کیسا ہی دشمن سلسلہ ہو اعتراف کرنا پڑیگا کہ حضرت ناناجانؓ نے اسوقت جو کام کیا وہ انکی فراست ایمانی اور نظر دوربین کو ثابت کرنے والا ہے اور انہوں نے سلسلہ کی جائداد میں

بہت قیمتی اضافہ کر دیا

حضرت ناناجان کی یہ ابتدا آخر رنگ لائی اور ہر شخص کو قدرتی طور پر یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ اس حصہ میں بھرتی ڈالکر یا بالفاظ خواجہ صاحب روپیہ غرق کر کے اپنے لئے

تھوڑی سی جگہ بنا لے

ان بھرتیوں کی حقیقت آج ظاہر ہے اور اسی ڈھاب میں عالیشان عمارتیں اسطرح زمین بنانے والے ناصر نوابؓ کے علم و تجربہ اور فراست کی داد دے رہی ہیں اور لوگ خواہش کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے کہ کاش اس طرح ہمکو بھی روپیہ غرق کرنیکی عزت یا سعادت نصیب ہوتی۔

حضرت میر صاحبؓ قبلہ ایسی چیزوں سے کام لیا کرتے تھے جو نکمی اور ردّی سمجھی جاتی تھیں اور جنکی طرف کسیکو توجہ نہیں ہوتی تھی اسی سلسلہ میں گول کمرہ کے سامنے جو احاطہ ہے میں اسکا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ گول کمرہ کے سامنے کوئی احاطہ نہ تھا اور جس مقام پر حضرت نواب صاحب کی وہ دکانیں بنی ہوئی ہیں وہ پرانی بنیادوں کی کچھ اینٹیں معلوم ہوتی تھیں حضرت میر صاحب نے کھدوا کر وہاں سے اینٹیں نکلوانی شروع کیں وہ اینٹیں جو غیر ضروری طور پر زمین میں مدفون تھیں نکالی گئیں اور انکو بہتر مقام پر لگا کر حضرت میر صاحب نے گول کمرہ کے آگے ایک خوبصورت احاطہ بنا کر اسے رہنے کے قابل بنا دیا۔ چنانچہ اب سب اسے دیکھتے ہیں کہ وہ ایک آرام دہ اور ضروری چیز ہے مجھے یاد ہے کہ جب حضرت میر صاحبؓ وہاں سے اینٹیں نکلوا رہے تھے اسوقت بھی بعض کوتاہ اندیش کہہ رہے تھے کہ یہ کیا

لغو کام کر رہے ہیں

مگر سچ یہی ہے حقیقت شناس نئی دلبرا خطا اینجاست۔ غرض جب وہ قادیان میں آئے تو انہوں نے اپنے خداداد علم اور تجربہ کو ضائع نہیں ہونے دیا اور اسے سلسلہ کی خدمت میں لگا دیا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہیں وہی

تعمیرات سلسلہ کے ناظم تھے

اور اس کام کو انہوں نے نہایت دیانت درد اور اخلاص سے سرانجام دیا۔ اپنے ہاتھ سے کام کرنے میں بھی کبھی عار نہ ہوتا تھا اور نہ پیدل سفر کرنے سے پرہیز۔ نہایت کفایت شعاری سے وہ سلسلہ کے اموال کو جو انکے ہاتھ میں ہوتے خرچ کرتے تھے ایک دنیادار کی نظر میں اسکی حیثیت کچھ کہا جائے مگر سچ یہ ہے کہ وہ ان اموال کے امین تھے

حضرت ناناجان نے جس دیانت اور امانت کے ساتھ اپنے فرائض منصبی کو ادا کیا وہ ہمیشہ آنیوالی نسلیں عزت سے یاد کرینگی۔ انہوں نے کبھی اپنے آرام کی پرواہ نہ کی کڑکتی دھوپ میں نگرانی کر رہے ہیں پسینہ سر سے لیکر پاؤں تک جا رہا ہے برستی بارش میں اگر کوئی نقصان کا خطرہ ہوا ہے تو کھڑے ہیں اور کام کر رہے ہیں انکی یہ ہمت اور یہ فرض شناسی اور اموال سلسلہ کو دیانت سے خرچ کرنے کی مثال ہمارے لئے سبق ہے اور پھر لطف یہ ہے کہ یہ تمام کام وہ آنریری طور پر کرتے تھے کوئی معاوضہ ان کاموں کا دنیا کے کسی سکہ کی شکل میں لیا اور نہ خواہش کی [illegible]

(باقی آئندہ)

اسلامی دنیا

ابن سعود نے حج کے لیئے جن تین بندرگاہوں کا اعلان کیا ہے۔ ان کے متعلق حسب ذیل معلومات خالی از دلچسپی نہ ہونگے۔

(۱) **رابغ**۔ یہ ساحل سمندر پر ایک چھوٹا سا گاؤں ہے یہاں کے باشندے زیادہ تر قبیلہ زبید کے ہیں۔ پانی کی یہاں قلت نہیں مگر حوضوں اور کنوؤں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ یہاں کے لوگ عموماً سیپ سمندر سے نکالنے کا کام کرتے ہیں۔ چنانچہ اسکی تجارت کیوجہ سے چھوٹے چھوٹے جہاز آتے رہتے ہیں۔ یہاں سے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ دونوں جگہ کو راستے جاتے ہیں مدینہ تک ۱۸۰ میل اور مکہ معظمہ تک نوے میل کا فاصلہ ہے۔

(۲) **لیث**۔ یہ طائف کے متصل ۸۰ میل ہے جہاں کو بھی یہاں واسطہ رہا ہے۔

(۳) **قنفذہ**۔ یہاں سے مکہ معظمہ کا فاصلہ ۲۰۰ میل ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ تینوں بندرگاہیں حاجیوں کیلیئے کچھ بھی آرام دہ نہیں ہیں۔ علاوہ اسکے ہمیں جدہ کے ایک مشہور تاجر سے معلوم ہوا کہ ان بندرگاہوں پر کشتیوں کا کافی انتظام نہیں ہے۔

پیرس سے الجزائر تک جو فضائی راستہ قائم کیا گیا ہے اسمیں روشنی کے میناروں کا ایک سلسلہ تعمیر کیا جائے گا چنانچہ دیجون کے قریب جبل افریقہ کی چوٹی پر ایک گردش کناں مینار تعمیر کیا گیا ہے جسکی قوت دس ارب بتی کی ہے۔ یہ نہایت طاقتور مینار ہے اور اب پہلی مرتبہ روشن کیا گیا ہے۔ یہ خاص طور پر ان طیاروں کی رہنمائی کیلیئے طیار کیا گیا ہے جو پیرس سے الجزائر تک آئیں جائینگے رات کے وقت جب مطلع صاف ہوگا تو اس مینار کی روشنی ۵۰۰ میل کے دور سے نظر آئیگی۔ مقامات بروسلز فرینکفرٹ اور میلان وغیرہ اس روشنی کے دائرہ میں داخل ہیں۔

شیخ محمرہ معہ اپنے دو بیٹوں کے گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اور اسے ایران لے جا رہے ہیں۔ بختیاری قبائل نے اس گرفتاری کے خلاف جدوجہد بصورت بغاوت شروع کر دی ہے کہا جاتا ہے کہ **شیخ محمرہ** کے ایک بیٹے کو رہا کر دیا گیا ہے۔ اور حکومت ایران نے اسکو قبائل کی لیڈری اس شرط پر دی ہے کہ وہ انکو رام کریں۔ یہ سب کچھ نتیجہ اس کارروائی کا ہے جو دسمبر گذشتہ میں حکومت ایران نے شیخ مذکور کو غیر مشروط اطاعت کرلینے پر مجبور کیا تھا۔ اس سے بختیاری قبائل میں غصہ پیدا ہوا۔

ایک ہسپانوی طیارہ مجاہدین ریف کے مواضع پر پرواز کر رہا تھا۔ اگرچہ بلندی بہت زیادہ تھی لیکن مجاہدین نے اسے نیچے گرا لیا۔ اور فوجی نظر باز دونوں جلکر خاک ہو گئے۔

ارض حرم

مکہ معظمہ کی جو خبریں بذریعہ اخبار **ام القریٰ** معلوم ہوئی ہیں انسے پایا جاتا ہے کہ جو احکام **ابن سعود** نے پابندی نماز اور احتکار (کسی تجارت کو اپنے لیئے مخصوص کر لینا اور گرانی کے لیے روک رکھنا) سے ممانعت کے جاری کیئے تھے انکو عملی صورت دینے کے لیئے زور دیا جا رہا ہے۔ پابندی نماز کے متعلق مجلس شوریٰ کے ایک اجلاس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ اذان سنکر بھی جو لوگ نماز میں شامل ہونے میں سہل انگاری سے کام لیں انکو شرعی سزا دیجاوے۔

احتکار کے متعلق تاجران اور تمام کاروباری رؤساء کو بلوایا گیا۔ اور احتکار کے متعلق احکام کی تعمیل کے لیئے لوگوں سے عہد لیا۔ کہ وہ پابندی کرینگے اور میونسپل کمیٹی کو ہر وقت اجناس وغیرہ کے جملہ حالات سے آگاہ رکھینگے۔ خورد و نوش کا سامان یمن کے راستہ سے آ رہا ہے چنانچہ ڈیڑھ ہزار سے زیادہ اونٹوں کا قافلہ غلہ اور سامان خورد و نوش لیکر آیا ہے۔

سلطان ابن سعود نے مکہ معظمہ میں ایک جمہوری حکومت کی بنیاد ڈالدی ہے۔ انھوں نے اعلان کیا کہ حرمین الشریفین کے معاملات کی انجام دہی مسلمانوں کا کام ہے۔ کسی دوسرے شخص کو ان پر حکومت کرنے کا حق نہیں۔ اور اس اعلان کے ساتھ **بلد حرام** کے تمام امور کو سکان مکہ کے سپرد کر دیا چنانچہ ایک مجلس بنائی گئی۔ جسمیں علماء رؤساء اور تاجر اور ہر طبقہ کے اہل الرائے شریک ہوئے۔ جو مقتضیات اور مصالح بلاد کی تجاویز سوچیں۔ اس مجلس میں دو سال کے بعد تبدیلی ہو کر یہی **مجلس شوریٰ** کے نام سے یہ مجلس کام کر رہی ہے۔

اسلامی کانفرنس (جسکی سلطان نجد نے دعوت دی تھی) کا خیال ابھی تک زندہ ہے۔ دمشق کی مجلس اوقاف نے ایک جلسہ کرکے اس کانفرنس کے لیئے نمایندوں کا انتخاب کیا ہے۔

یہ نہایت ہی ناروا فعل ہے کہ بعض ہندوستانی مسلم جراید سلطان ابن سعود کی مخالفت میں **اخلاق** اور شرافت کی حدود سے بھی نکل جاتے ہیں اور ایسا ہی جو لوگ **شریف علی** کی مخالفت میں گالیوں اور بدزبانی سے کام لیتے ہیں وہ کوئی مفید کام کر نہیں رہے۔ بلکہ خود مسلمانوں میں نفاق کی خلیج وسیع کر رہے ہیں۔ اسوقت ضرورت اس امر کی ہے کہ اس جنگ کا خاتمہ کیا جاوے اور دونو فریق زور ملا کر مسلمانوں کی بھلائی کی راہ سوچی جاوے۔

سید زغلول پاشا کو ان کے لنڈن کے دوستوں نے دعوت دی ہے۔ اگر انکی صحت نے اجازت دی تو زغلول پاشا جلد لنڈن جائینگے۔

جواد پاشا جو موصل کمیشن کے ترکی ممبر تھے آستانہ واپس آگئے ہیں۔ انکی آمد پر بہت شاندار استقبال کیا گیا۔ فوجی سلامی دیگئی اور فوجی مظاہرہ کیا گیا۔

فتحی بے جدید سفیر پیرس انگورہ سے روانہ ہو گئے ہیں خود کمال پاشا انکو سٹیشن پر چھوڑنے آئے تھے۔

اکسیر الاجسام
یا
کیمیائے بدن

فاحفظہ فانہ من اسرار المخفیہ

چند دوستوں کے اصرار و سفارش سے میں نے بفضل خدا ادویات کو شروع کرنیکا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ سب سے پہلے جس دوائی کو میں پیش خدمت ناظرین اخبار کرنا چاہتا ہوں وہ دوا **اکسیر الاجسام** ہوگی جو اسرار مخفیہ میں سے ہے بلا مبالغہ رفتہ طاقت کو واپس لانے والی اور دوائی اس کے برابر دنیا میں کم میسر ہو سکیگی۔ لاریب یہ ضعف ہضم کو زائل کر کے خون صالح پیدا کرتی ہے اور معدہ کو قوی تر بناتی ہے۔ خواہ کتنی ہی مدت کا معدہ کمزور کیوں نہ ہو دودھ جسقدر بھی پیا جائے ہضم ہو جاتا ہے۔ اس کے چند دنوں کے کھانے سے چہرہ پر رونق آجاتی ہے **مقوی اعصاب و اعضاء رئیسہ اور محافظ حرارت غریزی ہے دماغ۔ دل جگر اور گردہ و مثانہ کی طاقت کو بڑھانے میں اپنے اندر اعجاز رکھتی ہے۔ مثانہ کے تمام امراض اسکے استعمال سے فی الفور دور ہو جاتے ہیں۔** اس کے کھانے کے بعد عمر بھر دیگر مقویات کی ہرگز ضرورت نہ پڑے گی۔ یہ وہی سیکڑوں اور ہزاروں کے خرچ سے سبکدوش کرنے والی ہے **قیمت فی شیشی** جسمیں فقط تین رتی دوائی ہوگی ۵ عہ علاوہ محصول ڈاک ہوگی۔ مقدار خوراک ایک دانہ خشخاس سے ایک چاول تک ہو سکتی ہے پرچہ ترکیب استعمال شیشی کے ہمراہ حاضر ہوگا۔ **غیر شادی شدہ بغیر کسی معقول وجہ کے اس کے لیئے ہرگز درخواست نہ بھیجیں۔**

ضروری گذارش

چونکہ اس دوائی کے اجزاء نہایت قیمتی اور سخت دقت طلب ہیں اسلیئے جبتک میرے پاس کم از کم پچاس درخواستیں نہ پونہچ جائینگی میں دوائی طیار نہ کر سکونگا۔ اسکا یہ مطلب نہیں کہ قیمت بطور پیشگی بھیجی جاوے بلکہ اس سے میرا منشاء درخواست خریداری ہے کیونکہ یہ دیگر اشتہاری ادویہ کی طرح نہیں ہے۔ یہ وہ دوا ہے کہ جو آجتک سینہ بسینہ چلی آئی ہے۔ جسکی تین رتی **تمام عمر کے لیئے کفایت کر سکتی ہیں** اللہ تعالےٰ علیم ہے کہ میں نے (فوائد اور محنت کے مقابلہ میں) اسکی قیمت کے تعین کرنے میں کسی حد تک ایثار سے بھی کام لیا ہے۔ تمام درخواستیں موصول ہو جانے کے ایک ہفتہ بعد دوائی طیار ہو کر بذریعہ وی۔ پی ارسال ہوگی۔ تمام درخواستیں بنام منیجر اکسیر الاجسام دار الفضل قادیان آنی چاہئیں۔

المشتہر

منیجر اکسیر الاجسام دار الفضل قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصحاب

حضرت ناناجان میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ

نمبر ۳

رفاہ عام کا جذبہ حضرت ناناجان میں یہ جذبہ خصوصیت سے قابل احترام تھا کہ آپ ہر اس کام میں جو کسی حیثیت سے بھی رفاہ عام کا ہو بہت دلچسپی لیتے تھے اور جب تک اس کام کو کر نہ لیتے تھے سست نہ ہوتے تھے ان میں ایک عزم مقبلانہ تھا الدار اور مسجد مبارک کے سامنے جو فرش لگا ہوا ہے یہ انکی ہی ہمت اور کوشش کا نتیجہ ہے۔ حقیقت میں اگر غور کیا جائے تو یہ بات عجیب معلوم ہوتی ہے کہ جہاں ہمارے سلسلہ کا لاکھوں روپیہ کا خرچ ہے اور تعمیرات پر بھی آئے دن کچھ نہ کچھ خرچ ہوتا رہتا ہے اور شہر میں پنچایت بھی ہے مگر نہ تو سلسلہ کی کارکن جماعت کو اور نہ پنچایت کو یہ توجہ ہوئی کہ اس اہم اور ضروری مقام پر فرش لگا دینا چاہیئے۔ اس مقام پر جو آج مصفا اور درست نظر آتا ہے ابتداءً کیچڑ وغیرہ رہا کرتا تھا اور نالیاں نہ ہونیکی وجہ سے احباب کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔ سب سے اول حضرت ناناجان نے اس طرف توجہ کی اور اس میدان کی سطح کو درست کرنے کا کام شروع کیا اور پھر نالیوں کے ذریعہ پانی کے نکاس کا انتظام کیا اس کام میں حضرت نواب صاحب کی توجہ کا بہت بڑا دخل ہے انہوں نے اپنے خرچ سے اسے درست کرایا۔ لیکن حضرت ناناجان نے اسکو درجہ تکمیل تک پہنچایا اور فرش لگا کر راستہ کو درست کر دیا۔ اس سے پہلے ہر شخص کی نظر اس کمی کو محسوس کرتی تھی مگر وہ اس احساس سے آگے نہ جاتی تھی حضرت ناناجان کا ارادہ یہ تھا کہ وہ اس چوک اور بازار میں پورے طور پر فرش لگا دیں لیکن بعض حالات اور تجاویز نے انہیں کامیاب نہ ہونے دیا۔ فرش کے متعلق بعض لوگوں کا خیال تھا کہ چونکہ گڈوں اور یکوں کی آمد و رفت بکثرت ہے اسلئے آئے دن یہ فرش ٹوٹتا رہے گا اس سے بہتر ہے کہ نہ لگوایا جائے چنانچہ وہ نہ لگ سکا اور اب تک اسکی ضرورت محسوس ہوتی ہے مگر کوئی ناصر نواب کی روح کا آدمی کھڑا ہو تو اُمید ہے اس ضروری اور خاص کوچہ اور چوک کا فرش مکمل ہو جائے بڑی مسجد تک فرش کا یہ سلسلہ وسیع ہو چکا ہے مگر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جہاں ٹوٹ جاتا ہے وہاں درستی کی نوبت نہیں آتی! اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اس جذبہ اور فطرۃ کے کسی وجود کو کھڑا کر دے گا۔

اسی سلسلہ میں مجھے حضرت ناناجان کی ان کوششوں کا بھی ذکر کرنا ہے جو آپ مساجد کے فرش کے لئے کرتے تھے۔ مسجد میں دریوں کا فرش سب سے اول حضرت میر صاحب نے بچھوایا اور یہ خیال اُن کے دل میں پیدا ہوا کہ اس محترم مسجد میں دریوں کا فرش ہونا چاہیئے چنانچہ انہوں نے احباب سے چندہ کر کے دریوں کا فرش تیار کرایا۔

منبر بنوایا مسجد اقصیٰ میں خطبہ کے لئے منبر نہ تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں عام طور پر حضرت مولانا عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ یا حضرت حکیم الاُمۃ محراب کے پاس کھڑے ہو جاتے تھے اور خطبہ دیتے تھے اسوقت اتنی کثرت بھی نہ تھی لیکن جب مسجد وسیع ہو گئی اور لوگوں کی کثرت ہوئی تو حضرت میر صاحبؓ نے مسجد کے لئے منبر بنوایا جو منبر اب تک اُن کی نشانی اور یادگار ہے جس مقام پر یہ منبر پڑا ہے یہاں میر صاحب نے ہی اسے رکھوایا تھا اس منبر سے برکات خلافت کا جو ظہور ہو رہا ہے وہ سب جانتے ہیں کہ قرآن مجید کے حقائق و معارف کا ایک دریا کس طرح بہتا رہتا ہے۔ حضرت میر صاحبؓ نے نہایت شوق اور بڑے اخلاص سے اسے تیار کرایا تھا۔

محنت و جفاکشی کی خصوصیات حضرت ناناجان کبھی اور کسی حال میں سست اور بیکار نہیں رہنا چاہتے تھے اور نہیں رہے وہ سلسلہ کا کوئی نہ کوئی کام کرتے رہتے تھے اور اکثر کام ایسے ہوتے تھے جو اوائل میں سطحی نظر والوں کے لئے موجب نقصان نظر آتے تھے۔

ڈھابوں کی بھرتی کا کام یہ سبکو معلوم ہے کہ جہاں آجکل مدرسہ احمدیہ کے بورڈنگ کی عمارت ہے یہاں بہت بڑی ڈھاب تھی۔ حضرت ناناجان کی دوربیں نظر نے سلسلہ کی ترقی اور ضروریات کو آج سے قریباً تیس برس پیشتر دیکھا وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُن پیشگوئیوں کو سنتے تھے جو قادیان کی ترقی کے متعلق تھیں اور مشرق کی طرف آبادی کے بڑھنے کی قبل از وقت خدا تعالیٰ کی دی ہوئی اطلاع کو انہوں نے سنا سب سے پہلے اس پیشگوئی کو پورا کرنے میں حصہ لینے کیلئے ڈھاب میں بھرتی ڈلوانی شروع کی۔ یہ بھرتی پڑ رہی تھی کہ خواجہ کمال الدین صاحب اور انکے بعض رفقاء لاہور سے آئے اور انہوں نے یہ دیکھ کر کہنا شروع کیا کہ

میر صاحب سلسلہ کا روپیہ غرق کر رہے ہیں

اپنی اپنی نظر اور اپنا اپنا ایمان ہے میں نہیں کہتا کہ ان لوگوں نے یہ اعتراض کس نیت اور کس خیال سے کیا مگر اس میں شک نہیں کہ اعتراض کیا گیا۔ حضرت میر صاحب کی طبیعت بہت تیز تھی جیسا کہ سبکو معلوم ہے، انہوں نے برافروختہ ہو کر جواب دیا کہ

”میں غرق کرتا ہوں تو تم سے لیکر نہیں حضرت صاحب کا روپیہ ہے تم کون ہو جو مجھ پر اعتراض کرتے ہو جاؤ حضرت صاحب کو جا کر کہو۔“

میر صاحب کے اس جواب نے ان لوگوں کو خاموش کرا دیا مگر وہ موقعہ کی تلاش میں رہے اور بالآخر انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی کہدیا۔ مگر حضرت اقدس نے انکو یہی جواب دیا کہ

میر صاحب کے کاموں میں دخل نہیں دینا چاہیئے

میر صاحب سے ان لوگوں کی عداوت یا مخالفت کی یہ ابتدا ہے بہر حال حضرت ناناجان نے بھرتیوں کے کام کو جاری رکھا۔ اُسوقت بھرتی بہت سستی پڑتی تھی روپیوں کا کام پیسوں میں ہوتا تھا۔ مگر عقل کے اندھوں کو اُسوقت ایسا ہی معلوم ہوتا تھا کہ یہ روپیہ تباہ کیا جا رہا ہے مگر آج کون کہہ سکتا ہے کہ وہ روپیہ ضائع کیا گیا بلکہ ہر شخص کو خواہ کیسا ہی دشمن سلسلہ ہو اعتراف کرنا پڑیگا کہ حضرت ناناجانؓ نے اُسوقت جو کام کیا وہ اُنکی فراست ایمانی اور نظر دوربین کو ثابت کرنے والا ہے۔ اور انہوں نے سلسلہ کی جائداد میں

بہت قیمتی اضافہ کر دیا

حضرت ناناجان کی یہ ابتدا آخر رنگ لائی اور ہر شخص کو قدرتی طور پر خواہش پیدا ہوئی کہ وہ اس حصہ میں بھرتی ڈالکر یا بالفاظ خواجہ صاحب روپیہ غرق کر کے اپنے لئے

تھوڑی سی جگہ بنالے

ان بھرتیوں کی حقیقت آج ظاہر ہے اور اسی ڈھاب میں عالیشان عمارتیں اسطرح زمین بنانے والے ناصر نوابؓ کے تعلیم، تجربہ اور فراست کی داد دے رہی ہیں اور لوگ خواہش کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے کہ کاش اس طرح ہمکو بھی روپیہ غرق کرنیکی عزت یا سعادت نصیب ہوتی؟

حضرت میر صاحبؓ قبلہ ایسی چیزوں سے کام لیا کرتے تھے جو نکمی اور ردی سمجھی جاتی تھیں اور جنکی طرف کسیکو توجہ نہیں ہوتی تھی اسی سلسلہ میں گول کمرہ کے سامنے جو احاطہ ہے میں اسکا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ گول کمرہ کے سامنے کوئی احاطہ نہ تھا اور جس مقام پر حضرت نواب صاحب کی وہ دکانیں بنی ہوئی ہیں وہ پرانی بنیادوں کی کچھ اینٹیں معلوم ہوتی تھیں حضرت میر صاحب نے کھدوا کر وہاں سے اینٹیں نکلوانی شروع کیں وہ اینٹیں جو غیر ضروری طور پر زمین میں مدفون تھیں نکالی گئیں اور انکو بہتر مقام پر لگا کر حضرت میر صاحب نے گول کمرہ کے آگے ایک خوبصورت احاطہ بنا کر اُسے رہنے کے قابل بنا دیا، چنانچہ اب سب اُسے دیکھتے ہیں کہ وہ ایک آرام دہ اور ضروری چیز ہے مجھے یاد ہے کہ جب حضرت میر صاحب وہاں سے اینٹیں نکلوا رہے تھے اُسوقت بھی بعض کوتاہ اندیش کہہ رہے تھے کہ یہ کیا

لغو کام کر رہے ہیں

مگر سچ یہی ہے حقیقت شناس نئی دلبرا خطا اینجاست۔ غرض جب وہ قادیان میں آئے تو انھوں نے اپنے خداداد علم اور تجربہ کو ضائع نہیں ہونے دیا اور اسے سلسلہ کی خدمت میں لگا دیا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیں وہی

تعمیرات سلسلہ کے ناظم تھے

اور اس کام کو انہوں نے نہایت دیانت درد اور اخلاص سے سرانجام دیا۔ اپنے ہاتھ سے کام کرنے میں بھی کبھی عار نہ ہوتا تھا اور نہ پیدل سفر کرنے سے پرہیز۔ نہایت کفایت شعاری سے وہ سلسلہ کے اموال کو جو انکے ہاتھ میں ہوتے خرچ کرتے تھے ایک دنیادار کی نظر میں اسے خست کہا جائے مگر سچ یہ ہے کہ **ان اموال کے امین تھے**

حضرت ناناجان نے جس دیانت اور امانت کے ساتھ اپنے فرائض منصبی کو ادا کیا وہ ہمیشہ آنیوالی نسلیں عزت سے یاد کرینگی۔ انہوں نے کبھی اپنے آرام کی پروا نہ کی کڑکتی دھوپ میں نگرانی کر رہے ہیں پسینہ سر سے لیکر پاؤں تک جا رہا ہے برستی بارش میں اگر کوئی نقصان کا خطرہ ہوا ہے تو کھڑے ہیں اور کام کر رہے ہیں انکی یہ ہمت اور یہ فرض شناسی اور اموال سلسلہ کی دیانت سے خرچ کرنے کی مثال ہماری لئے سبق ہے اور پھر لطف یہ ہے کہ یہ تمام کام وہ آنریری طور پر کرتے تھے کوئی معاوضہ اُن کاموں کا دنیا کے کسی سکہ کی شکل میں لیا اور نہ خواہش کی

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

اسلامی دنیا

ابن سعود نے حج کے لئے جن تین بندرگاہوں کا اعلان کیا ہے۔ ان کے متعلق حسب ذیل معلومات خالی از دلچسپی نہ ہونگے۔

(۱) **رابغ**۔ یہ ساحل سمندر پر ایک چھوٹا سا گاؤں ہے یہاں کے باشندے زیادہ تر قبیلہ زبید کے ہیں۔ پانی کی یہاں قلت نہیں مگر ڈھکو اور کنوؤں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ یہاں کے لوگ عموماً سیپ سمندر سے نکالنے کا کام کرتے ہیں۔ چنانچہ اسکی تجارت کیوجہ سے چھوٹے چھوٹے جہاز آتے رہتے ہیں۔ یہاں سے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ دونوں جگہ کو رستے جاتے ہیں۔ مدینہ تک ۱۵۰ میل اور مکہ معظمہ تک نوے میل کا فاصلہ ہے۔

(۲) **لیث**۔ یہاں سے مکہ معظمہ ۷۵ میل ہے۔ جدہ کو بھی یہاں سے راستہ جاتا ہے۔

(۳) **قنفذہ**۔ یہاں سے مکہ معظمہ کا فاصلہ ۲۰۰ میل ہے۔

اب صاف ظاہر ہے کہ تینوں بندرگاہیں حاجیوں کیلیئے کچھ بھی آرام دہ نہیں ہیں۔ علاوہ اسکے ہمیں جدہ کے ایک مشہور تاجر سے معلوم ہوا کہ ان بندرگاہوں پر کشتیوں کا کافی انتظام نہیں ہے۔

پیرس سے الجزائر تک جو فضائی راستہ قائم کیا گیا ہے اسپر روشنی کے میناروں کا ایک سلسلہ تعمیر کیا جائے گا چنانچہ دیجون کے قریب جبل افریقہ کی چوٹی پر ایک گردش کناں مینار تعمیر کیا گیا ہے جسکی قوت دس ارب شمع کی ہے۔ یہ نہایت طاقتور مینار ہے اور اب پہلی مرتبہ روشن کیا گیا ہے۔ یہ خاص طور پر ان طیاروں کی رہنمائی کیلیئے طیار کیا گیا ہے جو پیرس سے الجزائر تک آئیں جائینگے راتکے وقت جب مطلع صاف ہوگا تو اس مینار کی روشنی ۵۰۰ میل کے دور میں نظر آئیگی۔ مقامات بردو، فرینکفرٹ اور میلان وغیرہ اس روشنی کے دائرہ میں داخل ہیں۔

شیخ محمرہ معہ اپنے دو بیٹوں کے گرفتار کرلیا گیا ہے۔ اور اسے ایران لے جارہے ہیں۔ بختیاری قبائل نے اس گرفتاری کے خلاف جدوجہد بصورت بغاوت شروع کردی ہے کہا جاتا ہے کہ شیخ **محمرہ** کے ایک بیٹے کو رہا کردیا گیا ہے۔ اور حکومت ایران نے اسکو قبائل کی لیڈری اس شرط پر دی ہے کہ وہ انکو جاکر رام کریں۔ یہ سب کچھ نتیجہ اس کارروائی کا ہے جو دسمبر گذشتہ میں حکومت ایران نے شیخ مذکور کو غیر مشروط اطاعت کرنے پر مجبور کیا تھا۔ اس سے بختیاری قبائل میں غصہ پیدا ہوا۔

ایک ہسپانوی طیارہ مجاہدین ریف کے مواضع پر پرواز کررہا تھا۔ اگرچہ بلندی بہت زیادہ تھی لیکن مجاہدین نے اسے نیچے گرالیا۔ اور فوجی نظرباز دونوں جلکر خاک ہوگئے۔

ارض حرم

مکہ معظمہ کی جو خبریں بذریعہ اخبار **ام القرےٰ** معلوم ہوئی ہیں انسے پایا جاتا ہے کہ جو احکام **ابن سعود** نے پابندیٔ نماز اور احتکار (کسی تجارت کو اپنے لیئے مخصوص کرلینا اور گرانی کے لیئے روک رکھنا) سے ممانعت کے جاری کیئے گئے تھے انکو عملی صورت دینے کے لیئے زور دیا جارہا ہے۔ پابندیٔ نماز کے متعلق مجلس شوریٰ کے ایک اجلاس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ اذان سنکر بھی جو لوگ نماز میں شامل ہونے میں سہل انگاری سے کام لیں انکو شرعی سزا دیجاوے۔

احتکار کے متعلق تاجران اور تمام کاروباری رؤسا کو بلایا گیا۔ اور احتکار کے متعلق احکام کی تعمیل کے لیئے لوگوں سے عہد لیا۔ کہ وہ پابندی کرینگے اور میونسپل کمیٹی کو قیمت اجناس وغیرہ کے جملہ حالات سے آگاہ رکھینگے۔ خورونوش کا سامان یمن کے راستہ سے آرہا ہے چنانچہ ڈیڑھ ہزار سے زیادہ اونٹوں کا قافلہ غلہ اور سامان خوردونوش لیکر آیا ہے۔

سلطان ابن سعود نے مکہ معظمہ میں ایک جمہوری حکومت کی بنیاد ڈالدی ہے۔ انھوں نے اعلان کیا کہ حرمین الشریفین کے معاملات کی انجام دہی مسلمانوں کا کام ہے۔ کسی دوسرے شخص کو انپر حکومت کرنے کا حق نہیں۔ اور اس اعلان کے ساتھ **بلد حرام** کے تمام امور کو سکان مکہ کے سپرد کردیا چنانچہ ایک مجلس بنائی گئی۔ جسمیں علماء روساء اور تاجر اور ہر طبقہ کے اہل الرائے شریک ہوئے جو مقتضیات اور مصالح بلاد کی تجاویز سوچیں۔ اس مجلس میں دو سال کے بعد تبدیلی ہوا کریگی **مجلس شورےٰ** کے نام سے مجلس کام کررہی ہے۔

اسلامی کانفرنس (جسکی سلطان نجد نے دعوت دی تھی) کا خیال ابھی تک زندہ ہے۔ دمشق کی مجلس اوقاف نے ایک جلسہ کرکے اس کانفرنس کے لیئے نمایندوں کا انتخاب کیا ہے۔

یہ نہایت ہی ناروا فعل ہے کہ بعض ہندوستانی مسلم جراید سلطان ابن سعود کی مخالفت میں **اخلاق** اور شرافت کی حدود سے بھی نکلجاتے ہیں اور ایسا ہی جو لوگ **شریف علی** کی مخالفت میں گالیوں اور بدزبانی سے کام لیتے ہیں وہ کوئی مفید کام کر نہیں رہے۔ بلکہ خود مسلمانوں نہیں بلکہ خود مسلمانوں میں نفاق کی خلیج وسیع کررہے ہیں۔ اسوقت ضرورت اس امر کی ہے کہ اس جنگ کا خاتمہ کیا جاوے اور دونوں فریقوں پر زور ڈالکر مسلمانوں کی بھلائی کی راہ سوچی جاوے۔

سید زغلول پاشا کو ان کے لنڈن کے دوستوں نے دعوت دی ہے۔ اگر انکی صحت نے اجازت دی تو زغلول پاشا جلد لنڈن جائینگے۔

جواد پاشا جو موصل کمیشن کے ترکی ممبر تھے آستانہ واپس آگئے ہیں۔ انکی آمد پر بہت شاندار استقبال کیا گیا۔ فوجی سلامی دیگئی اور فوجی مظاہرہ کیا گیا۔

فتحی بے جدید سفیر پیرس انگورہ سے روانہ ہوگئے ہیں۔ خود کمال پاشا انکو سٹیشن پر چھوڑنے آئے تھے۔

اکسیر الاجسام

یا

کیمیائے بدن

فاحفظہ فانہ من اسرار المخفیہ

چند دوستوں کے اصرار و سفارش سے میں نے بفضل خدا ادویات کو شروع کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا ہے سب سے پہلے جس دوائی کو میں پیش خدمت ناظرین اخبار کرنا چاہتا ہوں وہ دوا **اکسیر الاجسام** ہوگی جو اسرار المخفیہ میں سے ہے بلا مبالغہ رفتہ طاقت کو واپس لانے والی اور دوائی اس کے برابر دنیا میں کم میسر ہوسکیگی۔ لاریب یہ ضعف ہضم کو زائل کرکے خون صالح پیدا کرتی ہے اور معدہ کو قوی تر بناتی ہے۔ خواہ کتنی ہی مدت کا معدہ کمزور کیوں نہو۔ دودھ جسقدر بھی پیا جائے ہضم ہوجاتا ہے۔ اس کے چند دنوں کے کھانے سے چہرہ پر رونق آجاتی ہے **مقوی اعصاب واعضائے رئیسہ اور محافظ حرارت غریزی ہے دماغ۔ دل۔ جگر اور گردہ و مثانہ کی طاقت کو بڑھانے میں اپنے اندر اعجاز رکھتی ہے۔ مثانہ کے تمام امراض اسکے استعمال سے فی الفور دور ہوجاتے ہیں۔** اس کے کھانے کے بعد عمر بھر دیگر مقویات کی ہرگز ضرورت نہ پڑے گی۔ یہ دوائی سیکڑوں اور ہزاروں کے خرچ سے سبکدوش کرنے والی ہے **قیمت فی شیشی** جسمیں فقط تین رتی دوائی ہوگی [illegible] علاوہ محصول ڈاک ہوگی۔ مقدار خوراک ایک دانہ خشخاس سے ایک چاول تک ہوسکتی ہے پرچہ ترکیب استعمال شیشی کے ہمراہ حاضر ہوگا۔ **غیر شادی شدہ بغیر کسی معقول وجہ کے اس کے لیئے ہرگز درخواست نہ بھیجیں۔**

ضروری گذارش

چونکہ اس دوائی کے اجزاء نہایت قیمتی اور بہت دقت طلب ہیں اسلیئے جبتک میرے پاس کم از کم پچاس درخواستیں نہ پونہچ جائینگی میں دوائی طیار نہ کرسکونگا۔ اسکا یہ مطلب نہیں کہ قیمت بطور پیشگی بھیجی جاوے بلکہ اس سے میرا منشاء درخواست خریداری سے ہے کیونکہ یہ دیگر اشتہاری ادویہ کی طرح نہیں ہے۔ یہ وہ دوا ہے کہ جو آجتک سینہ بسینہ چلی آئی ہے۔ جسکی تین رتی **تمام عمر کے لیئے کفایت کرسکتی ہیں اللہ تعالےٰ علیم ہے** کہ میں نے (فوائد اور محنت کے مقابلہ میں) اسکی قیمت کے لیئے کم کرنے میں کسی حد تک ایثار سے بھی کام لیا ہے۔ تمام درخواستیں موصول ہو جانے کے ایکہفتہ بعد دوائی طیار ہوکر بذریعہ وی۔ پی ارسال ہوگی۔ تمام درخواستیں بنام مینجر اکسیر الاجسام دارالفضل قادیان آنی چاہئیں۔

المشتہر

مینجر اکسیر الاجسام دارالفضل قادیان ضلع گورداسپور پنجاب